جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

تعدیل ارکان یعنی ارکان نماز کو بالکل درست طریقے سے ادا کرنے
کے متعلق ایک اہم کتاب

فُصُولٌ مُهِمَّةٌ فِي حُصُولِ الْمُتِمَّةِ

بنام

نمازیں ضائع مت کیجیے

تالیف

امام نور الدین علی بن سلطان محمد قاری الهروی المکی الحنفی

ترجمہ

علامہ حافظ ابوالحارث عبدالرحمٰن المدنی مدظلہ العالی

تخریج

علامہ حافظ ابوالحارث عبدالرحمٰن المدنی مدظلہ العالی

علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، رابطہ: 021-32439799

نام کتاب : فُصُولٌ مُهِمَّۃٌ فِی حُصُولِ الْمُتِمَّۃ

تصنیف : امام نور الدین علی بن سلطان محمد قاری الهروی

ترجمہ : علامہ حافظ ابوالحارث عبدالرحمٰن المدنی مدظلہ العالی

تخریج : علامہ حافظ ابوالحارث عبدالرحمٰن المدنی مدظلہ العالی

علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ العالی

سن اشاعت : جمادی الأولی 1435ھ۔اپریل 2014ء

سلسلۂ اشاعت نمبر : 240

تعداد اشاعت : 3500

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست

پیش لفظ

از علامہ عمران المدنی
مفتی دار الافتاء محمدی و مدرس جامعۃ النور

نماز قربِ خداوندی حاصل کرنے کا عظیم ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ہے:
وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ (۱)

یعنی، میرا بندہ میری طرف کسی ایسی چیز کے ساتھ قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔

اللہ تعالی نماز کے برکات و ثمرات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:
﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔

نماز کو ترک کرنے اور انہیں ضائع کرنے والوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَن تَابَ﴾ (۳)

ترجمۂ کنز الایمان: ''تو ان کے بعد انکی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں، (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے، مگر جو تائب ہوئے''۔

یہاں ''اضاعۃ صلاۃ'' سے مراد نماز سرے سے نہ پڑھنا ہے یا پھر اس سے مراد نماز کو

۱۔ صحیح البخاری، کتاب الرّقاق، باب التواضع، برقم: ۶۵۰۲، ص: ۱۱۸۵

۲۔ العنکبوت: ۲۹/۴۵

وقت گزار کر پڑھنا ہے۔(٤)

حضرت ابن وہب علیہ رحمۃ الرَّبّ نے ارشاد فرمایا: ''غَیّ جہنم کی ایک نہر کا نام ہے جس کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور اس کا ذائقہ انتہائی بدمزہ اور خراب ہے''۔(٥)

نمازوں کو فراموش کر دینے والے غافلوں کی مذمّت میں فرماتا ہے:

﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ﴾ (٦)

ترجمۂ کنزالایمان: ''تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں''۔

جہنّم میں داخلے کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ﴾ (٧)

ترجمۂ کنزالایمان: (جب جہنّمیوں سے پوچھا جائے گا کہ) تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ وہ بولے: ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

اب بعض احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے کیسی سخت وعیدات ارشاد فرمائی ہیں:

(۱) نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''ہمارے اور مشرکین کے درمیان (فرق کرنے والا) عہد نماز ہے تو جس نے نماز ترک کردی بلاشبہ اس نے کفر کیا۔(٨)

ترک نماز کو مذکورہ حدیث میں کفر قرار دیا گیا ہے۔ اگر تارک نماز اس کی فرضیت کا منکر ہو تو تب تو کفر بمعنی ارتداد ہوگا۔ ورنہ معنی یہ ہوگا کہ تارک نماز کفار کو دی جانے والی سزا یعنی قتل کا مستحق ہے، یا معنی یہ ہوگا نماز ترک کرنے کا انجام کار کفر ہو سکتا ہے، یا معنی ہوگا کہ نماز کو ترک

٤۔ معالم التنزيل :تحت الآية ، ٣/ ٢٠١

٥۔ أيضا

٦۔ الماعون :١٠٧/٥۔٤

٧۔ المدّثّر:٧٤/٤٣۔٤٢

٨۔ سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصّلاة و السّنّة فيها، باب ماجاء فيمن ترك الصّلاة،

کر دینا کفار کا سا فعل ہے۔

(۲) نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: ''بندے اور شرک کے درمیان (ظاہراً فرق کرنے والی شے) نماز کو ترک کر دینا ہے۔''(۹)

(۳) نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے۔(۱۰)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو نماز ضائع کرنے والے کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے۔(۱۱)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نماز ہی نہیں پڑھتی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نماز سے متعلق بنیادی مسائل سے نا آشنا ہے۔ ان دونوں طرح کے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے علماءِ اسلام نے متعدد کتب تالیف کیں جن میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویّہ کی روشنی میں تارکِ نماز کی اور خلافِ سنّت نماز پڑھنے والوں کی اصلاح کا سامان پیش کیا۔ علامہ علی قاری کا تالیف کردہ رسالہ جو اس وقت آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے یہ بالخصوص ان حضرات کی رہنمائی کے لیے لکھا گیا ہے جو نماز کو درست طریقے سے نہیں پڑھتے اور نماز میں فحش اغلاط کرتے ہیں۔ اس رسالے میں آپ نے تعدیلِ ارکان کی اہمیّت کو اور اس کے ترک کرنے کی صورت میں نماز میں پیدا ہونے والی خرابی کو احادیث مبارکہ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں اس خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے جس کا اندازہ قارئین کو رسالہ کے مطالعہ ہی سے ہوگا۔ تعدیل ارکان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی: ۵۸۷ھ امام اعظم ابوحنیفہ سے نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا:

اخشی ان لاتجوز صلاته (۱۲)

۹۔ صحیح مسلم، کتاب الأیمان ، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصّلاة، برقم :۸۲ ، ص:۵۱

۱۰۔ المعجم الکبیر ، برقم:۱۳۰۲۳، ۱۲ / ۲۵۲

۱۱۔ کتاب الأیمان لابن ابی شیبة ، برقم:۱۰۳، ص:۴۰

۱۲۔ بدائع الصنائع: ۱/ ۱۶۲

یعنی: جو نماز میں تعدیل نہ کرتا ہو، مجھے خوف ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہو۔

موضوع کے حوالے سے یہ رسالہ "فصول مهمة فی حصول المتمة" انتہائی اہم ہے لیکن اس رسالہ کی اہمیت یوں بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ اس رسالے کے مؤلف احناف کے عظیم شارحِ حدیث، اور بے مثل فقیہ علامہ علی قاری متوفی 1014ھ ہیں۔

فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے اس عظیم الشان، کثیر الفوائد رسالے کو پہلی بار اردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں موجود اس رسالہ کو جامۂ اردو پہنانے والے اَخِیْ فِی الدِّیْن حضرت مولانا حافظ ابو حارث عبدالرحمٰن العطاری المدنی ہیں۔ فقیر کے مولانا سے دیرینہ مراسم ہیں۔ مولانا موصوف نیک سیرت و نیک صورت، عالم باعمل ہیں۔ مولانا نے درسِ نظامی کی تکمیل اہلِ سنّت کی ایک عظیم درس گاہ جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی سے کی ہے اور بعد از فراغت اہلِ سنّت کے ایک علمی، تحقیقی ادارے میں گزشتہ تین سالوں سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور اس عرصے میں متعدد کتب پر جزوی طور پر کام کیا ہے۔ مولانا کا انفرادی طور پر یہ پہلا کام ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اس رسالہ کو مفید جانتے ہوئے اسے اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۴۰ ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ فقیر اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالی مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دین کی مزید خدمت کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اَحَدٌ مِنْ طَلَبَةِ الْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّة

ابو حمزہ محمد عمران المدنی

فرضِ عظیم

علامہ طاہر صدیق ثناؔ
ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی

جو سکونِ دل بھی عطا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے
جو ہر اک الم سے رہا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

دو جہان میں وہی ناجی ہے ، جو خدا سے اپنے مُناجی ہے
یہ کرم بھی جس سے خدا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

یہ لباس اور بدن کو بھی ، کرے پاک و صاف دہن کو بھی
جو فروزاں دل کا دِیا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

جو جرائم اور معاصی سے ، بے حیائی اور فحاشی سے
ہمیں اجلا کر کے بھلا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

ملے اجر بھی ہوں عطائیں بھی ، ہوں معاف ساری خطائیں بھی
ہاں جو دور مرضِ گنہ کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

ہو اسی کا رزق فراخ بھی ، ہو ہمیشہ گھر میں بھی آشتی
جسے وقت پر جو ادا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

ہو سفر کا کوئی معاملہ ، یا مرض میں کوئی ہو مبتلا
جو روا نہیں کہ قضا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

سنیں قولِ سیّدُنا عمر ، کسی کام کا ہی نہیں بشر
بنا جس کے جو بھی کیا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

وہ حسین و عثماں پیاس میں ، گھرے دشمن ناسپاس میں
جسے ان سے کچھ نہ جدا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

ہاں لحد کا ہے جو چراغ بھی، بنے قبر خلد کا باغ بھی
جو صراط پر بھی ضیا کرے، وہ عظیم فرض نماز ہے

ہوگا روزِ حشر محاسبہ ہاں سوال پہلا نماز کا
کیا حکم اس پہ خدا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

جو ہے اک وسیلۂ التجا، سببِ شفاعتِ مصطفیٰ
ہو قبول جو بھی دعا کرے، وہ عظیم فرض نماز ہے

جو رضائے ربِّ غفور ہے، ہاں قرارِ چشمِ حضور ہے
جو مقامِ خلد عطا کرے، وہ عظیم فرض نماز ہے

ملیں دو جہان کی رحمتیں ، ہیں اسی سے جملہ سعادتیں
سدا جس پہ حمد ثنا کرے ، وہ عظیم فرض نماز ہے

حالاتِ مصنّف وشرفِ انتساب

نام ونسب، وکنیت

مصنف کا پورا نام علی بن سلطان محمد قاری ہَرَوِی مَکِّی حَنَفِی ہے، آپ کا لقب نور الدین اور کنیت ابو الحسن ہے، آپ کے والد کا نام سلطان محمد ہے، یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے، اہل عرب اس طرح کا نام نہیں رکھتے ہیں البتہ عجمیوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام مرکب رکھتے ہیں مثلاً محمد صادق، محمد اسعد۔ آپ کو قاری لقب اس لیے دیا گیا کہ آپ علمِ قراءت میں ماہر، پختہ اور منجھے ہوئے تھے۔ ھَـرَوِی شہرِ ہرات کی طرف نسبت ہے اور ہرات خراسان کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر ہے، آپ کو ہرات شہر کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا کہ آپ کی ولادت اس میں ہوئی۔ مَـکِّـی مکہ مکرمہ کی طرف نسبت ہے، آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کر کے اس میں رہائش اختیار فرمائی اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ کعبہ شریف کے قرب میں رہنے کا شرف حاصل کیا اور مکہ مکرمہ میں ہی آپ کا وصال ہوا۔

آپ ملّا علی قاری کے نام سے معروف ہیں، لفظ ''مُلّا'' کو بعض مصنفین نے ''مُنلا'' لکھا ہے اور بعض نے مَـولـی لکھا اس بنیاد پر کہ یہ اصل میں عربی لفظ تھا بعد میں فارسی ہو گیا۔ ترکی، افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور ایران کے لوگ لفظ ''مُلّا'' استعمال کرتے ہیں، ملا علی قاری کے زمانے میں ''مُلّا'' بہت بڑے علامہ اور علم وفضل میں ممتاز شخصیت کو کہتے تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کے سیرت نگاروں کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ آپ کی ولادت ہرات میں ہوئی لیکن انہوں نے آپ کی تاریخ ولادت ذکر نہیں کی بلکہ فقط جائے ولادت کے تذکرہ پر اکتفا کیا، تاہم شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے آپ کے بعض مکی شیوخ کی وفات سے آپ کی تاریخ ولادت نکالی ہے اور انہوں نے آپ کی تاریخِ ولادت تقریباً 930ھ بتائی ہے۔

مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت

آپ کی جائے ولادت ہرات تھا، آپ نے اس میں ناظرہ قرآن پڑھا، قرآن حفظ کیا اور بنیادی علوم حاصل کیے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مشائخ کے حلقوں میں شرکت کر کے ان کے خالص جام اور بہتے چشموں سے سیراب ہوئے، آپ نے ماہر علماء سے علم حاصل کیا اور دن رات ایک کر کے طلبِ علم میں مشغول رہے یہاں تک کہ مقتدا اور پیشوا بن گئے۔ آپ اپنی کتاب "شَمُّ الْعَوَارِضِ فِی ذَمِّ الرَّوَافِضِ" میں فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیْ مِنَ التَّوْفِیْقِ وَالْقُدْرَةِ عَلَی الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْبِدْعَةِ الَّتِیْ دِیَارِ السُّنَّةِ الَّتِیْ هِیَ مَهْبَطُ الْوَحْیِ وَظُهُوْرُ النُّبُوَّةِ وَاَثْبَتَنِیْ عَلَی الْاِقَامَةِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَاقُوَّةٍ

یعنی، "اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے دارِ بدعت سے دیارِ سنت کی طرف ہجرت کی توفیق اور قدرت عطا فرمائی جو وحی کے نزول اور نبوت کے ظہور کا مقام ہیں اور میری قوت اور طاقت کے بغیر مجھے ان میں مقیم رہنے پر ثابت قدم رکھا۔"

آپ نے ہرات کو دارِ بدعت اس لیے فرمایا کہ سلطان اسماعیل بن حیدر صفوی المعروف شاہ اسماعیل ہرات پر قابض ہوا، اس نے مسلمانوں کو ظلماً قتل کیا اور ہرات میں روافض کے شعائر کی اشاعت کا حکم دیا حتی کہ علماء کے پیچھے لگ گیا کہ وہ منبروں پر خلفاء راشدین کو برا بھلا کہیں۔

تقویٰ و پرہیز گاری

آپ متقی و پرہیز گار اور دنیا سے بے رغبت شخص تھے، آپ یہ سمجھتے تھے کہ حکام سے قریب ہونے، ان کے تحائف قبول کرنے اور سرکاری عہدوں پر فائز ہونے سے اخلاص اور پرہیز گاری کو نقصان پہنچتا ہے، آپ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اس کا نام رکھا: تَبْعِیْدُ الْعُلَمَاءِ عَنْ تَقْرِیْبِ الْاُمَرَاءِ (علماء کو حکام کے قرب سے دور کرنا)، آپ اکثر یہ جملہ دہرایا کرتے تھے:

رَحِمَ اللّٰهُ وَالِدِیْ کَانَ یَقُوْلُ لِیْ: مَا اُرِیْدُ اَنْ تَصِیْرَ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَشْیَةَ اَنْ تَقِفَ عَلٰی بَابِ الْاُمَرَاءِ

یعنی ، ''اللہ عزوجل میرے والد پر رحم فرمائے، وہ مجھ سے کہا کرتے : میں نہیں چاہتا کہ تم عالم بنو اس خوف سے کہ تم عالم بن کر حکام کے دروازے پر کھڑے جاؤ گے۔''

آپ اس معاملہ میں حکام کے مال لینے سے بچنے والے اور ان سے دوری اختیار کرنے والے ائمہ مثلاً امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، فضیل بن عیاض، امام احمد بن حنبل اور امام ابوجعفر طبری وغیرہ حضرات کے پیچھے چلے۔

آپ نے رضائے الٰہی کے لیے طلبِ علم کے موضوع پر ٹھوس گفتگو فرمائی اور دنیا اور اس کے عہدوں کے لالچ میں علم حاصل کرنے والوں کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی چنانچہ اپنی کتاب ''تَطْهِيرُ الطَّوِيَّة بِتَحْسِينِ النِيَّة'' میں فرماتے ہیں: ''ہم طالبِ علموں کو دیکھتے ہیں وہ حصولِ علم کی راہ میں حیران و پریشان ہیں، کبھی اغراض فاسدہ یعنی ظالموں کا قرب پانے اور بلند مرتبہ کے لیے آگے بڑھنے وغیرہ کی وجہ سے دنیا و آخرت میں نفع نہ دینے والے علوم سیکھتے ہیں، کبھی فاسد مقاصد مثلاً مدرس یا واعظ یا مفتی یا قاضی بننے کے لیے علومِ دینیہ تفسیر، حدیث، فقہی مسائل سیکھتے ہیں''۔

نیز فرماتے ہیں: پہلے کے علماء اپنے پاس آمد و رفت رکھنے والوں کے احوال کا جائزہ لیا کرتے تھے، جب کسی سے کوئی نفلی عبادت میں کوتاہی دیکھتے تو اسے ناپسند کرتے اور اس کی عزت کرنا چھوڑ دیتے اور جب اس سے فسق و فجور دیکھتے تو اس سے الگ ہو جاتے اور اسے اپنی مجالس سے دور کر دیتے اور علم سکھانا تو درکنار اس سے کلام تک نہ فرماتے تھے۔'' ملا علی قاری نے سلف صالحین کی صفات اپنائیں، نفسانی خواہشات اور گناہوں سے بچتے رہے نیز اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل ہونے والے مال پر قناعت کر کے، بقدر ضرورت رزق پر راضی رہ کر اور اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے زندگی گزاری۔ آپ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے: آپ ہر سال خوبصورت کتابت میں ایک مصحف لکھ کر اسے بیچتے اور حاصل شدہ آمدنی ایک سال تک آپ کے گزر بسر کے لیے کافی ہوتی۔

وفات اور دورِ تصنیف

آپ کی وفات سن 1014ھ میں شوال کے مہینے میں ہوئی اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تبییض اور تالیف کے دور کا آغاز تقریبا 1003ھ میں ہوتا ہے، آپ کی زندگی کے اس آخری دور کے متعلق یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ آپ نے اس میں اپنی سابقہ زندگی کے مقابلے میں زیادہ لکھا ہے، آپ نے اس عرصہ میں کتابیں تالیف کیں جبکہ بعض قیمتی تالیفات کی شروحات لکھیں اور بعض کا اختصار کیا، آپ نے نصوص جمع کی اور ان کی تمحیص اور تحقیق کر کے ان سے عمدہ نتائج نکالنے کے بعد ہمارے لیے سابقہ تالیفات کا خلاصہ اور نچوڑ پیش کیا۔

آپ نے اپنی اکثر تالیفات زندگی کے اسی دور میں مکمل کیں، اس کا اندازہ درج ذیل سے لگایا جاسکتا ہے:

(۱) "فَتحُ بَابِ العِنَايَةِ بِشَرحِ النُّقَايَة" کی تالیف سے سن 1003ھ میں فارغ ہوئے۔

(۲) "شَرحُ شَرحِ نُخبَةِ الفِكَر" کی تالیف سے سن 1006ھ میں فارغ ہوئے۔

(۳) "مِرقَاةُ المَفَاتِيح شَرحُ مِشكَاةِ المَصَابِيح" سن 1008ھ میں مکمل کی۔

(۴) "جَمعُ الوَسَائِلِ فِي شَرحِ الشُّمَائِل" کی تصنیف سے سن 1008ھ میں فراغت پائی۔

(۵) "اَلحِرزُ الثَّمِينُ لِلحِصنِ الحَصِين" کی تکمیل سن 1008ھ میں ہوئی۔

(۶) "شَرحُ الشِّفَا" سن 1011ھ میں مکمل ہوئی۔

(۷) "شَرحُ المُوَطَّا" کی تصنیف سے سن 1013ھ میں فارغ ہوئے۔

(۸) "شَرحُ عَينِ العِلمِ وَزَينُ الحِلم" سن 1014ھ میں پوری فرمائی۔

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آپ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں تحصیل علم، تدریس، متعدد علوم میں کتب کی تصنیف اور اس آخری دور سے پہلے جو لکھا اس کی تبییض میں مشغول رہے تاکہ وصال کے بعد یہ آپ کے لیے ذخیرہ بن جائے۔

گیارھویں صدی کے مجدد

بعض علماء نے آپ کو گیارھویں صدی کے مجددین میں سے مانا ہے، آپ کی تمام تصانیف اپنے باب میں نفیس اور بے مثال ہیں جو آپ کو مجددیت کے مرتبے تک پہنچاتی ہیں، خود آپ نے بھی اپنے مجدد ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور علما نے بھی اس پر تعجب نہیں کیا بلکہ آپ کی بات قبول کرتے ہوئے آپ کی موافقت فرمائی چنانچہ آپ نے "شَمُّ العَوَارِض فِی ذَمِّ الرَّوَافِض" میں یہ حدیثِ مبارکہ "اللہ عزوجل اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر میں ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو اس امت کے دین کی تجدید فرماتا ہے" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: عظمت والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی قسم! اگر میں کسی ایسے شخص کو جانتا جو الفاظ اور معانی کے اعتبار سے کتاب وسنت کا مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے تو میں ضرور اس کے پاس جاتا اگرچہ اس کی صحبت پانے کے لیے مجھے سرین کے بل جانا پڑتا اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ تحدیث نعمت اور شکرانے کے طور پر کہہ رہا ہوں اور اس شکر کے ذریعے اپنے رب سے مزید ایسے علم کا طلب گار ہوں جو میرے لیے ذخیرہ بن جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے "تَنبِیہُ الوُلَاۃِ وَالحُکَّام" میں ملا علی قاری کو "خَاتِمَةُ العُلَمَاءِ الرَّاسِخِین، شَیخُ القُرَّاءِ وَالفُقَهَاءِ وَالمُحَدِّثِین" کے لقب سے یاد کیا اور آپ کا مذکورہ کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ملا علی قاری کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے مجدد ہیں اور آپ اس منصب کے لائق بھی ہیں اور اس کا انکار ہر متعصب ہلاک ہونے والا ہی کرے گا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے، اور اسے میری، میرے والدین، اساتذہ، بھائی بہن، اہل وعیال اور ساری امت کی بخشش کا ذریعہ بنائے، میں اپنے رفیق علامہ آصف اقبال صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر حسب ضرورت ترجمہ کی اصلاح فرمائی اور اپنے محترم دوست علامہ طاہر صدّیق ثنا صاحب کا بھی مشکور ہو کہ انہوں نے میری درخواست پر اہمیت نماز کو بصورتِ نظم زینت قرطاس کیا، بالخصوص آخر میں اپنے محسن ومربی، حضرت علامہ ابو حمزہ محمد عمران المدنی جن سے مجھے شرفِ

حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ تخریج کے کام میں بھی میری معاونت فرمائی۔اور اپنی اہلیہ امّ حارث کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے فرصت کے لمحات فراہم کیے، جس کے سبب میں اس کام کو جلد انجام دے سکا۔فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔امین

میں اپنی اس ناچیز کاوش کو اپنے شفیق ومہربان والد گرامی محمد اقبال عطاری اور اپنی پیاری اور مشفقہ والدہ محترمہ کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے بچپن میں میری بے بسی کے عالم میں مجھ پر اپنی شفقتوں اور محبتوں کی انتہاء کردی اور جوانی میں مجھے نورِ علم سے آشنا ہونے کا موقع فراہم کیا۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا.

اے میرے ربّ! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن میں پالا!۔

ابو حارث عبد الرحمٰن العطاری المدنی

فُصُولٌ مُهِمَّة

فِی

حُصُولِ الْمُتِمَّة

(مترجم)

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ ربّ العلمین والصّلوۃ والسّلام علی سیّد المرسلین أمّا بعد!

تمام تعریفیں اللہ عزّ وجلّ کے لیے ہیں جس نے نماز کے قیام اور اس پر ہیشگی مقرر کر کے دین کی حفاظت فرمائی، نماز کی حفاظت کرنے اور اس کی شرائط، ارکان اور واجبات کو جملہ حقوق کے ساتھ بجالانے کا حکم دیا، اسے سنتوں اور مستحبات کے ساتھ عمدہ طریقے سے ادا کرنے پر ثواب کا وعدہ فرمایا، مفسدات، محرمات اور مکروہات کا ارتکاب کر کے اس میں کوتاہی کرنے سے ڈرایا اور درود وسلام ہو اس ہستی پر کہ تمام احوال میں جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے حتی کہ فرمایا کرتے: یَا بِلَالُ! اَرِحْنَا یعنی ''اے بلال! ہمیں راحت پہنچاؤ!''، یعنی: دیگر مشاغل سے دور کر کے ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے، اس کے ذریعے بندہ اللہ عزّ وجلّ سے مناجات کرتا ہے تو وہ شخص کتنا سعادتمند ہے جو اسے جملہ حقوق کے ساتھ ادا کرے اور وہ شخص کتنا بد بخت ہے جو اس سے غفلت برتے اور اللہ عزوجل نبی کریم ﷺ کی آل واصحاب، آپ کے پیروکاروں، آپ سے محبت کرنے والوں، اہلِ معرفت، اور رکوع وسجود درست طریقے سے ادا کرنے والوں سے راضی ہو۔

کتاب لکھنے کا سبب

حمد وصلوۃ کے بعد اپنے ربّ کے کرم کا محتاج علی بن سلطان محمد القاری کہتا ہے: جب میں نے عوام بلکہ اکثر علماء اور فضلاء حتی کہ مشائخ ہونے کے دعویدار حضرات جو خود کو اولیاء اور اصفیاء گمان کرتے ہیں، کو دیکھا کہ وہ نماز جیسی عبادت کے معاملے میں کوتاہی برتتے ہیں بالخصوص دو ارکان رکوع وسجود اور ان کے توابع یعنی: قومہ، جلسہ اور قعدہ میں کوتاہی کرتے ہیں حالانکہ نماز کو پورے طور پر ادا کرنا واجب اور لازم ہے اور یہ کوتاہی خلوت وجلوت میں، نیز تمام اوقات میں عام ہو گئی اور عقلمندوں اور بے عقلوں کی عبادت عادت کی طرح ہو گئی، عوام خواص کی اقتداء کرنے لگے اور انہوں نے اپنی انتہائی جہالت کے سبب یہ نہیں جانا کہ اس زمانے کے (بے عمل) علماء کے افعال کی اقتداء جائز نہیں بلکہ اب فقط ضرورتاً ان کے اقوال سے رہنمائی لے سکتے ہیں اس لیے کہ

عالم کے فساد کا دارومدار عالم کے فساد پر ہے اور سوائے چند کے باقی اہل علم راہ حق سے ہٹ گئے اور انہوں نے بہت سوں کو سیدھے راستے سے ہٹا دیا کیونکہ انہوں نے بزرگان دین کی طرح عبادات کے معاملے میں احتیاط کو ترک کر دیا اور آیات میں موجود وعیدوں کے مصداق ہوگئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّاO﴾ (۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے۔

اور فرماتا ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (۲)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

دین خیر خواہی کا نام ہے

میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے زمانے والوں کو اس حوالے سے تنبیہ کی جائے کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے جو کامل ایمان، کمالِ اخلاص اور پختہ یقین سے پیدا ہوتی ہے اور اس تنبیہ سے مقصود یہ ہے کہ لوگ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اور توبہ کے ابتدائی مقام سے ترقی کرتے ہوئے توبہ کے انتہائی مقام تک پہنچ جائیں، اب میں یہاں وہ چیزیں بیان کروں گا جن کے سبب دنیا و آخرت میں خوشی حاصل ہوگی، غم دور ہوگا اور دائمی نفع حاصل ہوگا، اللہ عزوجل ہمیں بلند مقام اور عمدہ مرتبے تک پہنچائے اور اپنی ملاقات کے لیے ہماری تڑپ میں اضافہ

۱۔ مریم: ۵۹/۱۹

۲۔ الفرقان: ۷۰/۲۵

فرمائے۔ چنانچہ میں اللہ عزّ وجلّ کی عطا کردہ توفیق اور بھلائی کے ساتھ کہتا ہوں: بے شک اللہ تعالیٰ نے جب بھی اپنی کتاب میں نماز کا ذکر فرمایا تو اسے اقامت اور محافظت وغیرہ کے ساتھ مقید کیا سوائے ایک مقام کے جس میں اللہ عزوجل نے ان نماز قائم کرنے والوں کی مذمت بیان کی ہے جو نماز سے غافل تھے اور اسے اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے تھے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۝﴾ (۳)

ترجمہ کنز الایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

یعنی، ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جو مکمل طور پر نماز چھوڑ بیٹھے ہیں یا اس کے بعض حقوق کی ادائیگی سے غافل ہیں، اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا: فِیْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (جو اپنی نماز میں بھول کرتے ہیں) کیونکہ (لفظ) انسان نسیان سے بنا ہے (پس انسان سے بھول کا سرزد ہو جانا ایک عام چیز ہے) اور پاک تو وہی ذات ہے جو سب سے بلند و برتر ہے جو نہ تو غافل ہوتا ہے، اور نہ بھولتا ہے اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ''میری اُمت سے خطاء، بھول اور اِکراہ (یعنی، زبردستی کرائے گئے کام) اُٹھا لیے گئے ہیں'' یعنی، اُن کا گناہ معاف کر دیا گیا ہے''۔(٤) اس پر اشارۃً دلالت کرتا ہے اسی طرح صحیح حدیث بھی اس معنی پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔

نماز قائم کرنے کا مطلب

صاحبِ کشاف، صاحبِ مدارک، قاضی بیضاوی وغیرہ مفسّرین اور علماء معتبرین کے مطابق نماز قائم کرنے سے مراد ہے:

تَعْدِيْلُ اَرْكَانِهَا وَحِفْظُهَا مِنْ اَنْ يَقَعَ زَيْغٌ فِيْ اَفْعَالِهَا وَشَانِهَا (٥)

۳۔ الماعون: ۱۰۷/۵۔۴

٤۔ جامع المسانيد والسّنن، حرف الذّال، شهر بن حوشب عن أبي ذرّ، برقم: ۱۲۱۹۷، ۴۱۰/۹

۵۔ تفسير الزمخشري، تحت سورة البقرة، تحت الآية: ۳، ۳۹/۱

یعنی، نماز کے ارکان اطمینان سے ادا کیے جائیں اور اس کے افعال واحوال میں کوئی خلل واقع ہونے سے اس کی حفاظت کی جائے۔

دو سولات، اور ان کے جوابات

سوال: اگر تم کہو کہ نماز قائم کرنے سے مراد تعدیل ارکان ہے تو یہ بات تعدیل ارکان کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں جمہور علماءِ امّت کے نزدیک یہ فرض ہی ہے، مگر محقّقین فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض وہ ہوتا ہے جو دلیلِ قطعی کے ساتھ ثابت ہو۔ اور واجب وہ ہوتا ہے، جو دلیلِ ظنّی کے ساتھ ثابت ہو جبکہ اقامتِ صلاۃ کی تفسیر تو محافظت اور مداومت وغیرہ کے ساتھ بھی کی گئی ہے لہٰذا آیت کی دلالت مذکورہ معنی پر قطعی نہیں ہے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ احتمال کی موجودگی میں (فرضیت پر) دلیل پکڑنا درست نہیں ہے؟

جواب: صحیح قول کے مطابق قول کبھی ترجیح پانے کے سبب دلیل بن جاتا ہے، اکثر علماء قولِ اول پر ہیں اور اسی قول پر بھروسہ کیا گیا ہے اور یہی معنی میں زیادہ ظاہر ہے، مدار اس پر اکثر ہے اور یہی حقیقت کے زیادہ قریب ہے، اعتماد اس پر زیادہ مناسب ہے بلکہ صاحبِ کشاف نے کہا کہ نماز قائم کرنے کا حقیقی معنی تعدیل ارکان (یعنی اس کے ارکان اطمینان اور سکون سے ادا کرنا) ہے اور انہوں نے دیگر مجازی معانی کو ضعیف قرار دیا۔

پھر یہ قول احادیثِ نبویہ سے مؤیّد اور اَدلّہ شرعیہ کی رُو سے مضبوط ہے اور مِلّتِ اسلام کے اکابرین اور بڑے بڑے ائمہ حنفیہ سے منقول ہے، چنانچہ ہم پہلے وہ چیز ذکر کریں گے جس کا حق پہلے ہے یعنی: رسول کریم ﷺ سے ثابت احادیث، پھر اس کے بعد علماء کی نقل اور فقہاء کی روایت لائیں گے۔

تعدیلِ ارکان کے متعلق سولہ احادیث مبارکہ

نماز نہیں ہوئی

(۱) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے (درست) نماز نہیں پڑھی، چنانچہ وہ گیا اور اسی طرح نماز پڑھی، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: جاؤ جا کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، اس طرح تین مرتبہ ہوا تو اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! مجھے ایسی ہی نماز آتی ہے، آپ ہی مجھے سکھا دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر اتنا قرآن پڑھو جتنا آسانی سے پڑھ سکو پھر اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور پوری نماز اسی طرح مکمل کرو۔(٦)

ہم نے "مرقاۃ شرح مشکاۃ" میں حدیث کی شرح تفصیل سے کر دی ہے لیکن یہاں ہم مخالف و موافق کے نزدیک مقصود پر دلالت کرنے والی نُصوص پر اکتفاء کریں گے۔

شیخ اکمل الدین بابرتی نے "شرح المشارق" میں حدیث پاک کے الفاظ "پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ" کے تحت فرمایا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے۔

ان کے کلام میں اس بات پر دلالت ہے کہ قومہ کے اندر اطمینان بھی تعدیل ارکان میں شامل ہے جیسا کہ "المغرب" میں اس کی صراحت ہے اور صاحبِ الاختیار نے اسے اختیار کیا ہے۔

٦۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم

رکوع و سجود پورے طور پر ادا کرو

(۲) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَتِمُّوا الرُّکُوعَ وَالسُّجُودَ (۷)

یعنی، رکوع اور سجود پورے طور پر ادا کیا کرو۔

اور رکوع اور سجود کی پورے طور پر ادائیگی صرف اطمینان کے ساتھ ہوتی ہے لہذا یہ حدیث پاک نماز میں اطمینان کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

کفر کا خوف

(۳) رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں رکوع مکمل طور پر ادا نہیں کر رہا تھا، اور سجدے میں ٹھونگیں مار رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو یہ محمد کی مِلّت کے علاوہ پر مرے گا۔(۸)

یہ سخت ڈرانا اور یقینی وعید ہے اس کے سبب بُرے خاتمے کا اندیشہ ہے۔ ہم اللہ عزّ وجلّ سے آتشِ دوزخ میں جانے سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

کفر پر موت

(۴) حضرت سیدنا زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورے طور پر ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: تم نے (درست) نماز نہیں پڑھی، اگر تم (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) مر گئے تو سنت کے علاوہ پر مرو گے۔(۹)

(۵) ایک روایت میں ہے: اگر تم (اسی حالت میں) مر گئے تو فطرت (یعنی دینِ

۷۔ صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب کیف کانت یمین النّبیّ ﷺ، ۱۳۱/۸، برقم ٦٦٤٤

۸۔ المعجم الکبیر، ١١٥/٤، برقم: ٣٨٤

اسلام) کے علاوہ پر مرو گے جس پر اللہ عزّ وجلّ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا ہے۔(۱۰)

نماز کا چور

(۶) حضرت سیدنا نعمان بن مُرَّہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ (ان تینوں کے متعلق آپ کا یہ سوال حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا)، صحابۂ کرام نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور ان پر سزا ہے اور سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے، صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ اس کے رکوع اور سجود مکمل طور پر ادا نہیں کرتا۔(۱۱)

کوّے کی طرح ٹھونگے مارنا

(۷) حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن شِبْل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے، (مردوں کے لیے سجدے میں) درندوں کی طرح کلائیاں بچھانے اور اونٹ کے جگہ مخصوص کر لینے کی طرح مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینے سے منع فرمایا ہے۔(۱۲)

نماز نہیں ہوتی

(۸) حضرت سیدنا علی بن شَیْبَان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے چلے حتی کہ ہم نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ سے بیعت کی پھر آپ کی اقتدا میں نماز کے لیے کھڑے ہو گئے (دورانِ نماز) آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو گوشۂ چشم

۱۰۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا لم یتم الرکوع، ۱/۱۵۸، برقم ۷۹۱

۱۱۔ موطأ إمام مالك، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، ۱/۱۶۴، برقم ۴۱۰

۱۲۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لایقیم صلبه فی الرکوع والسجود،

سے ملاحظہ کیا کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں کر رہا، جب آپ نے نماز مکمل فرمالی تو ارشاد فرمایا: اے گروہِ مسلمین! جو شخص رکوع اور سجود میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔ (۱۳)

یعنی، جو رکوع اور سجود کے بعد (قومہ اور جلسہ میں) اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔'' لہٰذا یہ حدیث قومہ اور جلسہ کے وُجوب پر دلالت کرتی ہے۔

نماز میں پشت سیدھی نہ کرنے والے کی مثال

(۹) حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حالت رکوع میں قراءت کرنے سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: اے علی! نماز میں پشت سیدھی نہ کرنے والے کی مثال اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب آئے تو حمل گرا دے، اب نہ تو وہ حاملہ رہے اور نہ ہی بچے والی۔ (۱٤)

اللہ نظر کرم نہیں فرماتا

(۱۰) حضرت سیدنا طَلْق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا جس میں وہ رکوع اور سجود کے درمیان (قومہ اور جلسہ میں) اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔ (۱۵)

قومہ وجلسہ کا واجب ہونا

(۱۱) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر تحریمہ سے اور قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ سے شروع فرماتے اور جب رکوع کرتے تو سر مبارک نہ اونچا رکھتے اور نہ نیچے جھکاتے بلکہ متوسّط رکھتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب ایک سجدے

۱۳۔ سُنَن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة الخ، باب الركوع في الصلاة، ۱/۲۸۲، برقم ۸۷۱

۱٤۔ مسند أبي يعلى، مسند علي بن أبي طالب، ۱/۲٦۷، برقم ۳۱۵

۱۵۔ المعجم الكبير، باب الطاء، ۸/۳۳۸، برقم ۸۲٦۱

سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔ (۱۶)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے لہٰذا قومہ اور جلسہ افعالِ واجبہ سے ہیں۔

ساٹھ سال کی نمازیں ضائع

(۱۲) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے: آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی، شاید وہ رکوع تو پورا ادا کرتا ہو لیکن سجدہ پورا نہ کرتا ہو یا پھر سجدہ پورا ادا کرتا ہو مگر رکوع پورا نہ کرتا ہو۔ (۱۷)

اللہ کامل نماز قبول کرتا ہے

(۱۳) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا، آپ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا یہ ستون ہوتا تو اس کے عیب دار ہونے کو ضرور ناپسند کرتا پھر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر کیسے اپنی نماز ناقص پڑھتا ہے؟ حالانکہ وہ تو اللہ عزّ وجلّ کے لیے ہوتی ہے، نماز پوری کیا کرو کیونکہ اللہ عزّ وجلّ مکمل نماز ہی قبول فرماتا ہے۔ (۱۸)

نماز منہ پر ماردی جاتی ہے

(۱۴) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ ہر نمازی کے دائیں اور بائیں ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے تو اگر وہ نماز پورے طور پر ادا کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اس کی نماز اوپر لے جاتے ہیں اور اگر وہ اس کو ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کرتا تو وہ اس کی نماز اس کے منہ پر مار دیتے ہیں۔ (۱۹)

۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ ،باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ الخ، ۱/۳۵۷، برقم ۴۹۸

۱۷۔ الترغیب والترھیب، ۱/۱۹۹، برقم ۷۵۳

۱۸۔ المعجم الاوسط، ۶/۲۴۱، برقم ۶۲۹۶

۱۹۔ الترغیب و الترھیب، ۱/۲۰۰، برقم ۷۶۰

کیسے نماز پڑھتے ہو؟

(۱۵) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو آخری صف میں موجود ایک شخص کو آواز دی اور ارشاد فرمایا: اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتے! کیا دیکھتے نہیں! کیسے نماز پڑھتے ہو؟ بے شک تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے ربّ تعالیٰ سے مناجات کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اُسے غور کر لینا چاہیے کہ وہ اس سے کس طرح مناجات کرتا ہے؟(۲۰)

پہلا سوال نماز

(۱۶) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ بروز قیامت بندے سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی تو اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ فلاح اور کامیابی پا جائے گا اور اگر اس میں خرابی ہوئی تو وہ ناکام ونامراد ہو جائے گا۔(۲۱)

یہ احادیث اگرچہ ظنّی ہیں لیکن اپنے مجموعے کے اعتبار سے قطعیت کے قریب ہیں اور ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں تعدیل ارکان فرض ہے اور یہی جمہور علماء مثلا امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور ہمارے ائمہ کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ یہ واجب ہے اور یہی محققین کا مختار ہے اور ایک جماعت کا مذہب ہے کہ یہ سنت مؤکدہ اور قریب بہ واجب ہے، اب میں تمہارے سامنے علماء کے اقوال اور فقہاء کی روایات بیان کروں گا جن پر مجھے اطلاع ہے:

تعدیل ارکان فرض، یا واجب

شرح مجمع البحرین میں ہے:

وَقَالَ اَبُو یُوسُف : تَعدِیلُ اَرکَانِ الصَّلَاةِ وَهُوَ الطُّمَأنِینَةُ فِی الرُّکُوعِ

۲۰۔ صحیح ابن خزیمة، کتاب الصلاة، باب الأمر بالخشوع فی الصلاة، ۱/۲۴۱، برقم ۴۷۴

۲۱۔ سُنَن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ماجآء أن أول مایحاسب به العبد إلخ، ۲/۲۶۹، برقم ۴۱۳

وَالسُّجُودِ، وَكَذَا اِتْمَامُ الْقِيَامِ بَيْنَهُمَا، وَاِتْمَامُ الْقُعُودِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَرْضٌ، تَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِتَرْكِهٖ، وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِي (۲۲)

یعنی، امام ابو یوسف فرماتے ہیں: نماز میں تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرنا اور ایسے ہی رکوع و سجود کے درمیان مکمل کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان پورا بیٹھنا فرض ہے، ان کے ترک سے نماز باطل ہو جائے گی اور یہی بات امام شافعی نے بھی فرمائی ہے۔

تاج الشریعہ نے نماز کے واجبات شمار کرتے ہوئے فرمایا:

وَتَعْدِيْلُ الْاَرْكَانِ خِلَافًا لِاَبِيْ يُوْسُفَ وَالشَّافِعِي فَاِنَّهٗ فَرْضٌ عِنْدَهُمَا وَهُوَ الْاِطْمِئْنَانُ فِي الرُّكُوْعِ، وَكَذَا فِي السُّجُوْدِ وَ قُدِّرَ بِمِقْدَارِ تَسْبِيْحَةٍ، وَ كَذَا الْاِطْمِئْنَانُ بَيْنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔ (۲۳)

یعنی، اور تعدیل ارکان (بھی واجب ہے) برخلاف امام ابو یوسف اور امام شافعی کے کیونکہ ان دونوں حضرات کے نزدیک یہ فرض ہے اور تعدیل ارکان سے مراد رکوع اور سجود میں اطمینان ہے اور اس کا اندازہ ایک تسبیح (یعنی ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ہے، اسی طرح رکوع اور سجود کے درمیان اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان بھی تعدیل ارکان سے ہے۔

صدر الشریعہ نے تاج الشریعہ کے قول کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَوْلُهٗ: "وَقُدِّرَ بِمِقْدَارِ تَسْبِيْحَةٍ" تَقْدِيْرُ اَدْنَاهُ، وَقَدْ صَرَّحَ بِهِ الزَّيْلَعِي حَيْثُ قَالَ: "وَاَدْنَاهُ مِقْدَارُ تَسْبِيْحَةٍ"

یعنی، تاج الشریعہ کا قول: "اور اس کا اندازہ ایک تسبیح کی مقدار ہے" یہ کم سے کم مقدار ہے جیسا کہ امام زیلعی نے اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: اور اس کی ادنی مقدار ایک تسبیح کے بقدر ہے۔

۲۲۔ فی حاشیۃ مجمع البحرین، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ص۱۲۳

۲۳۔ شرح الوقایۃ مع عمدۃ الرعایۃ، کتاب الصلاۃ، صفۃ الصلاۃ، ۱/۷۴، ۷۵

واضح رہے کہ تعدیل ارکان علامہ جرجانی کی نقل کے مطابق سنت اور امام کرخی کی نقل کے مطابق واجب ہے، ایسے ہی ہدایہ میں ہے۔

تاتارخانیہ میں "صلاۃ الاثر" کے حوالے سے ہے: مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے قول کی مثل ہے۔

محقق ابن ہمام نے فرمایا:

سُئِلَ مُحَمَّدٌ عَنْ تَرْكِ الْاِعْتِدَالِ فِیْ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ أَنْ لَا تَجُوْزَ صَلَاتُہٗ (٢٤)

یعنی، امام محمد سے رکوع اور سجود میں اعتدال ترک کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص کی نماز درست نہ ہونے کا خوف کرتا ہوں۔

ایسا ہی خلاصہ میں ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہے، صاحب شرح منیہ نے اسے شرح منیہ میں ذکر کیا ہے۔

ظهیریه میں ہے: قاضی امام صدر الاسلام ابوالیسر نے فرمایا:

اِنَّ مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ فِیْ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ یَلْزَمُہُ الْاِعَادَۃُ وَاِذَا اَعَادَ یَکُوْنُ الْفَرْضُ الثَّانِیَ اَیْ لِکَمَالِہٖ دُوْنَ الْاَوَّلِ اَیْ لِنُقْصَانِہٖ

بلاشبہ جو رکوع اور سجود میں اعتدال ترک کرے ایسے شخص پر نماز دوبارہ لوٹانا لازم ہے اور جب وہ اعادہ کرے گا تو فرض دوسری نماز ہوگی کیونکہ وہ کامل طور پر ادا ہوئی، پہلی نماز فرض نہیں ہوگی اس لیے کہ وہ ناقص ادا ہوئی۔

شیخ شمس الائمہ امام سرخسی نے ذکر کیا:

اِنَّہٗ یَلْزَمُہُ الْاِعَادَۃُ (٢٥)

یعنی، اس پر نماز دوبارہ لوٹانا لازم ہے۔

شمس الائمہ سرخسی اس بات کے درپے نہیں ہوئے کہ فرض دوسری نماز ہے یا پہلی اور اس کی وجہ وہ قول ہے جو قابل اعتماد اور بعض سلف سے منقول ہے یعنی یہ معاملہ اللہ سبحانہ کے سپرد ہے۔

٢٤۔ فتح القدیر، کتاب الصّلاۃ، باب صفۃ الصّلاۃ، ١/ ٣٠١

علامہ حلبی کی "شرح منیہ" میں علامہ سرخسی سے منقول ہے:

مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ يَلْزَمُهُ الْاِعْتِدَالُ اَیْ يَلْزَمُهُ اَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ بِالْاِعْتِدَالِ وَمِنَ الْمَشَايِخِ مَنْ قَالَ: تَلْزَمُهُ وَيَكُونُ الْفَرْضُ هُوَ الثَّانِی، يَعْنِی اِعَادَةُ الصَّلَاةِ بِالْاِعْتِدَالِ وَالْمُخْتَارُ هُوَ الْاَوَّلُ يَعْنِی الصَّلَاةُ بِغَيْرِ الْاِعْتِدَالِ وَالثَّانِی جَبْرٌ لِلْخَلَلِ الْوَاقِعِ فِيْهِ بِتَرْكِ الْوَاجِبِ وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِيَّةِ يَجِبُ اِعَادَتُهَا وَالْفَرْضُ هُوَ الْاَوَّلُ اَیْ مَعَ كَرَاهَتِهَا وَالثَّانِی جَابِرٌ، قَالَهُ اِبْنُ الهمام فِی شَرْحِ الْهِدَايَةِ۔ (۲۶)

یعنی، جو اعتدال ترک کرے اس پر اعتدال لازم ہے یعنی اس پر نماز اعتدال کے ساتھ لوٹانا لازم ہے اور بعض مشائخ نے کہا: اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور فرض دوسری نماز ہوگی جسے اعتدال کے ساتھ دوبارہ ادا کیا گیا لیکن مختار یہ ہے کہ فرض پہلی ہے جو بغیر اعتدال کے ادا کی گئی اور دوسری نماز پہلی میں ترک واجب کے سبب پیدا ہونے والے خلل کو پُر کرنے کا باعث ہوگی اور ایسے ہی ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی اس کا اعادہ واجب ہے اور فرض پہلی نماز ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی اور دوسری خلل کو پُر کرنے والی ہے، یہ امام ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَلَا اِشْكَالَ فِی وُجُوبِ الْاِعَادَةِ اِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِی كُلِّ صَلَاةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَتَكُونُ جَابِرًا لِلْاَوَّلِ لِاَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ، وَجَعْلُهُ الثَّانِی يَقْتَضِی عَدَمَ سُقُوطِهِ بِالْاَوَّلِ وَهُوَ لَازِمُ تَرْكِ الرُّكْنِ لَا الْوَاجِبِ، اِلَّا اَنْ يُقَالَ: الْمُرَادُ اَنَّ ذٰلِكَ امْتِنَانٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذْ يَحْتَسِبُ الْكَامِلَ وَاِنْ تَاَخَّرَ عَنِ الْفَرْضِ لَمَّا عَلِمَ سُبْحَانَهُ اَنَّهُ سَيُوقِعُ لَهُ۔ اِنْتَهٰی۔ (۲۷)

۲۶۔ غنية المستملی فی شرح منية المصلی، فرائض الصلاة، الفرض الثامن: تعديل الأركان، ص۲۵۷

یعنی، اعادہ کے واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے اور یہ دوسری نماز پہلی کے نقصان کو پورا کرنے والی ہوگی اس لیے کہ فرض کا تکرار نہیں ہوتا اور دوسری نماز کو فرض بنانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ پہلی کے ذریعے فرض ساقط نہ ہو اور اس طرح رکن کا ترک لازم آتا ہے نہ کہ واجب کا مگر یہ کہ اس وقت یہ کہا جائے گا کہ یہ اللہ کی عزوجل کی طرف سے احسان ہے کیونکہ وہ کامل شمار کرتا ہے اگر وہ فرض سے پیچھے رہ جاتا اگرچہ کاملیت فرض سے مؤخر ہوگئی کیونکہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ بندہ عنقریب اسے کامل کرلے گا۔ (ان کا کلام ختم ہوا)

پیشواؤں کے کلام میں اعادہ کے لفظ سے ظاہر یہ ہے کہ وہ دوسری نماز میں فرض کی نیت کرے گا نہ کہ نفل کی جیسا کہ بعض علماء نے یہ بات کہی ہے کیونکہ اس وقت اس پر اعادہ صادق نہیں آئے گا اور ایسے ہی اس وقت یہ کہنا بھی متصور نہیں ہوگا کہ فرض پہلی نماز ہے، دوسری نہیں ہے، لہٰذا غور کرو۔

نَعَمْ اِذَا صَلّٰی مُنْفَرِدًا ثُمَّ لَحِقَ جَمَاعَةً فَيَقْتَدِی مُتَنَفِّلًا كَمَا فِی مَتْنِ النُّقَايَةِ (۲۸)

یعنی، ہاں! جب وہ اکیلا نماز پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہونا چاہے تو نفل کی نیت سے اقتداء کرے جیسا کہ نقایہ کے متن میں ہے۔

علامہ برجندی نے فرمایا:

قَوْلُہ "مُتَنَفِّلًا" اِحْتِرَازٌ عَنْ اَحَدِ قَوْلَیِ الشَّافِعِی وَهُوَ اَنَّ الْفَرْضَ اَحَدُهُمَا لَا بِعَيْنِهٖ، اِنْتَهٰی (۲۹)

یعنی، انہوں نے "مُتَنَفِّلًا" کہہ کر امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک سے احتراز کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ فرض ان دونوں میں سے ایک ہے نہ کہ بعینہٖ

۲۸۔ برجندی شرح مختصر الوقایہ، کتاب الصلاۃ، باب فی أراك الجماعة من شرع فی فرض، ۱/۱۴۴

دونوں۔ (ان کا کلام ختم ہوا)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے نزدیک فرض بلا خلاف پہلی نماز ہے اور اختلاف صرف انجام میں ہے اور اسی وجہ سے امام شافعی اس صورت میں بھی اعادہ کی نیت کرتے ہیں اور ہم نفل کی نیت کرتے ہیں کیونکہ دوبارہ نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جبکہ واجب ہو جائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

پھر جاننا چاہیے کہ مکروہ اوقات میں اعادۂ واجبہ جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو شخص فجر اور عصر کی نماز اکیلے پڑھ لے پھر جب وہ امام کو پائے تو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔

پھر جماعت کی تکرار ہمارے نزدیک، امام مالک کے نزدیک اور اصح قول کے مطابق امام شافعی کے نزدیک بھی مکروہ ہے برخلاف امام احمد کے۔

مصنّف کے دور کا عجیب فعل

بعض لوگ جو یوں کرتے ہیں کہ صبح کی نماز میں اوّلاً شافعی امام کی اقتداء کرتے ہیں پھر حنفی امام کے ساتھ اس کا اعادہ کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ شافعی کی نماز سب سے پہلے قائم کی جاتی ہے لہذا ہم اس کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں پھر اس کو لوٹا لیتے ہیں کیونکہ شافعی کے پیچھے نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوئی تو یہ عجیب وغریب معاملہ ہے اس لیے کہ فساد کے احتمال کی موجودگی میں اور کراہت کا یقین ہونے کے باوجود نماز شروع کرنا قبیح ہے کیونکہ اس میں عمل کو بطلان یا نقصان پر پیش کرنا ہے لہذا اس سے بچنا لازم ہے جیسا کہ علماء پر مخفی نہیں ہے۔

چھ چیزیں

پھر جاننا چاہیے کہ یہاں چھ چیزیں ہیں:

(۱) رکوع اور سجود، ان دونوں کی رکنیت میں کوئی اختلاف اور شبہ نہیں۔

(۲) ان دونوں میں تعدیل کرنا یعنی اعضاء کو ساکن کر دینا حتی کہ رکوع اور سجود کرنے والا ان میں پرسکون اور مطمئن ہو جائے، اور ہم ذکر کر چکے کہ اس کی ادنی مقدار ایک تسبیح کے بقدر ہے، یہ جمہور مجتہدین کے نزدیک رکن، محققین کے نزدیک واجب ہے اور بعض

متاخرین کے قول کے مطابق سنت مؤکدہ ہے۔

(۳) رکوع اور سجود سے منتقل ہونا، یہ بھی رکن ہے اگرچہ مقصود لِغیرِہٖ ہے کیونکہ ان دونوں کے بعد والے ارکان منتقل ہونے کے ذریعے ہی وجود میں آتے ہیں۔

(۴) رکوع اور سجود سے سر اٹھانا، تاتار خانیہ میں ہے: امام ابو حنیفہ سے روایات مختلف ہیں، بعض میں ہے کہ رکوع اور سجود سے سر اٹھانا فرض ہے، رہا رکوع سے سر اٹھا کر قیام کی طرف لوٹنا اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا تو یہ فرض نہیں ہیں اور یہی امام محمد کا قول ہے۔

پھر فقہاء نے سجدہ سے اٹھنے کی مقدار میں کلام کیا ہے، اگر تو وہ اتنا اٹھا کہ سجدہ کے زیادہ قریب تھا تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں وہ سجدہ کرنے والا شمار ہوگا، اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو جائز ہے کیونکہ اب وہ بیٹھنے والا شمار ہوگا لہذا سجدہ ثانیہ متحقق ہو جائے گا، ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔

رکوع سے سجدے کی طرف منتقل ہونا تو بالکل نہ اٹھے بغیر بھی ممکن ہے لہذا اس سے سر اٹھانے کو رکن نہیں قرار دیا جائے گا۔

"الحاوی" میں ہے: جب نمازی رکوع کرے پھر اپنا سر اٹھائے بغیر بھول کر سجدے میں چلا جائے تو ہمارے متعدد اصحاب سے منقول ہے کہ اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

(۵) قومہ اور جلسہ

(۶) ان دونوں میں اطمینان

علامہ زیلعی نے فرمایا: پھر جلسہ اور اس میں اطمینان، قومہ اور اس میں طمانینت امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک سنت ہے۔(۳۰)

"قنیہ" میں ہے:

وَقَدْ شَدَّدَ الْقَاضِی الصَّدْرُ فِی شَرْحِهٖ فِی تَعْدِیْلِ الْاَرْکَانِ جَمِیْعِهَا تَشْدِیْدًا بَلِیْغًا فَقَالَ :وَاِکْمَالُ کُلِّ رُکْنٍ وَاجِبٌ عِنْدَ اَبِی حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٍ. وَعِنْدَ اَبِی یُوْسُفَ وَالشَّافِعِیِّ فَرِیْضَةٌ، فَیَمْکُثُ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَفِی الْقَوْمَةِ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَطْمَئِنَّ کُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ، هٰذَا هُوَ الْوَاجِبُ عِنْدَ

اَبِی حَنِیفَةَ وَمُحَمَّدٍ، حَتّٰی لَوْ تَرَکَهَا اَوْ شَیْئًا مِنْهَا سَاهِیًا یَلْزَمُهُ السَّهْوُ وَلَوْ عَمْدًا یُکْرَهُ اَشَدَّ الْکَرَاهَةِ، وَیَلْزَمُهُ اَنْ یُعِیدَ الصَّلَاةَ (۳۱)

یعنی، قاضی الصدر نے اپنی شرح میں تمام تعدیل ارکان کے متعلق بہت زیادہ سختی برتتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر رکن کامل طریقے سے ادا کرنا امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے، چنانچہ وہ رکوع، سجود اور قومہ میں اتنا ٹھہرے گا کہ اس کا ہر عضو پرسکون ہو جائے اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے حتی کہ وہ ان سب کو یا ان میں سے کسی کو بھول کر ترک کر دے تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑے تو شدید مکروہ ہے اور اس پر نماز لوٹانا لازم ہے۔

"شرح الطحاوی" میں ہے:

وَلَوْ تَرَکَ الْقَوْمَةَ جَازَتْ صَلَاتُهٗ وَلٰکِنْ تُکْرَهُ اَشَدَّ الْکَرَاهِیَةِ۔ (۳۲)

یعنی، اور اگر وہ قومہ ترک کر دے تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن شدید مکروہ ہوگی۔

"ظهیریه" میں ہے:

وَعِنْدَ اَصْحَابِنَا یَاْثَمُ بِتَرْکِ قَوْمَةِ الرُّکُوْعِ۔

یعنی، ہمارے اصحاب کے نزدیک وہ قومہ ترک کرنے کے سبب گناہ گار ہوگا۔

امام ابن ہمام نے صاحب ہدایہ کے اس قول: "ثُمَّ الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ سُنَّةٌ عِنْدَهُمَا" کی شرح میں فرمایا:

اَیْ بِاتِّفَاقٍ لِلْمَشَایِخِ، بِخِلَافِ الطُّمَاْنِینَةِ عَلٰی مَا سَمِعْتَ مِنَ الْخِلَافِ. وَعِنْدَ اَبِی یُوْسُفَ هٰذِهِ الْفَرَائِضُ لِلْمُوَاظَبَةِ الْوَاقِعَةِ بَیَانًا وَاَنْتَ عَلِمْتَ حَالَ الطُّمَاْنِینَةِ، وَیَنْبَغِی اَنْ تَکُوْنَ الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ وَاجِبَتَیْنِ لِلْمُوَاظَبَةِ وَلِمَا رَوٰی اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَالدَّارَقُطْنِی وَالْبَیْهَقِیُّ مِنْ

۳۱۔ القنیة المنیة لتتمیم العنیة، کتاب الصلاۃ، باب فیما یتعلق بالقیام و الرکوع، ص۲۹

حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِىءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَلَعَلَّهُ كَذٰلِكَ عِنْدَهُمَا، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِيْجَابُ سُجُودِ السَّهْوِ فِيهِ فِيمَا ذُكِرَ فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ فِي فَصْلِ مَا يُوجِبُ السَّهْوَ، قَالَ: الْمُصَلِّي اِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا سَاهِيًا تَجُوزُ صَلَاتُهُ فِي قَوْلِ اَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَعَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ، وَيُحْمَلُ قَوْلُ اَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّهَا فَرَائِضُ عَلَى الْفَرَائِضِ الْعَمَلِيَّةِ وَهِيَ الْوَاجِبَةُ فَيَرْتَفِعُ الْخِلَافُ. ثُمَّ قَالَ: وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَى الدَّلِيلِ فِي كُلٍّ مِنَ الطُّمَأْنِينَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ الْوُجُوبُ ثُمَّ قَالَ: اِعْتِقَادِي اَنَّهُ اِذَا لَمْ يَسْتَوِ صُلْبُهُ فِي الْجَلْسَةِ وَالْقَوْمَةِ فَهُوَ آثِمٌ لِمَا تَقَدَّمَ۔ (۳۳)

یعنی، قومہ اور جلسہ کے سنت ہونے پر مشائخ کا اتفاق ہے جبکہ اس کے برعکس اطمینان (کے واجب ہونے) میں اختلاف ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک یہ فرض ہیں مواظبت کی وجہ سے جو ان کے فرض ہونے کو بیان کر رہی ہے اور تم اطمینان کی کیفیت جان چکے۔ قومہ اور جلسہ مواظبت کی وجہ سے واجب ہونے چاہئیں اور وجوب کی ایک وجہ وہ حدیث بھی ہے جسے اصحاب سنن اربعہ، دار قطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کیا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز کامل نہیں ہوتی جس کے رکوع اور سجود میں آدمی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔'' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ یعنی، قومہ وجلسہ ایسے ہی ہے (یعنی، واجب ہے) اور اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ کے ترک کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ فتاوی قاضی خان میں فَصْلُ مَا يُوجِبُ السَّهْوَ میں مذکور ہے: ''نماز

۳۳۔ فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۱/ ۳۰۸،۳۰۷

پڑھنے والا جب رکوع کرے اور اپنا سر رکوع سے نہ اٹھائے یہاں تک کہ بھول سے سجدہ میں چلا جائے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا'' اور امام ابو یوسف کے قول (اِنَّھَا فَرَائِضُ) کو فرائض عملیہ پر محمول کیا جائے گا اور وہ واجب ہیں لہٰذا یوں اختلاف اٹھ جائے گا، پھر (امام ابن ہمام نے) فرمایا: اور تم جان چکے ہو کہ اطمینان، قومہ اور جلسہ میں سے ہر ایک میں دلیل کا تقاضہ وجوب ہے، پھر (امام ابن ہمام نے) فرمایا: میرا اعتقاد یہ ہے کہ جب وہ جلسہ اور قومہ میں اپنی پشت سیدھی نہ کرے تو گناہ گار ہوگا اس حدیث کی بناء پر کہ جو پیچھے گزری۔

خلاصۂ کلام

اس مقام میں خلاصۂ کلام اور مقصد کا نچوڑ یہ ہے کہ سابقہ چھ امور کی رکنیت اور فرضیت میں امام احمد کا مذہب اور یوں ہی روایت صحیحہ کے مطابق امام مالک کا مذہب بھی امام شافعی اور امام ابو یوسف کے مذہب کی طرح ہے، رکوع اور سجود کے رکن اور فرض ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف باقی چار میں ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد سے تین روایات مروی ہیں، ان میں صحیح تر یہ ہے کہ یہ چاروں واجب ہیں اور اس سے کم مرتبے کی روایت یہ ہے کہ یہ سنت ہیں اور سب سے ضعیف روایت یہ ہے کہ ان میں رُکنیت کا احتمال ہے۔

اکثر لوگوں کا قومہ وجلسہ چھوڑ دینا

پھر جاننا چاہیے کہ اکثر لوگوں نے اطمینان تو درکنار قومہ اور جلسہ ہی چھوڑ دیا ہے، اب یہ شریعت منسوخہ کی طرح ہو گئے حتی کہ عام لوگ ان کے کرنے والے کو ریا کار اور دکھاوا کرنے والا کہنے لگے، اگر کوئی شخص ایسی سنت ترک کر دے جس میں اختلاف ہے جیسا کہ ہاتھ باندھنا تو فوراً اسے رافضی اور بدعتی ہونے کا طعنہ دینے لگتے ہیں حالانکہ تعدیل ترک کرنے میں آخرت کی سزا سے پہلے دنیا میں بھی کثیر آفات ہیں۔

تعدیل ارکان کا خیال نہ رکھنے کے نقصانات

(۱) فقر پیدا ہوتا ہے کیونکہ نماز کے ارکان تعدیل (یعنی سکون) اور تعظیم کے ساتھ ادا کرنا رزق حلال کو لانے والے قوی ترین اسباب میں سے ہے اور نماز کے ارکان تعدیل کے ساتھ ادا نہ کرنا تنگی رزق کے قوی اسباب میں سے ہے جیسا کہ ''تعلیم المتعلم'' میں مذکور ہے۔

(۲) دیکھنے والے کے دل میں علماء اور فضلاء بالخصوص مشائخ اور ان لوگوں سے بغض پیدا ہوتا ہے جو صالحین میں سے ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کی عزت اس کے دل سے ختم ہو جاتی ہے حتی کہ ان کے اقوال وافعال پر بھی اسے اعتماد باقی نہیں رہتا۔

منقول ہے کہ ابو یزید بسطامی قدس سرہ السامی نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ وہ اولیاء، علماء اور اصفیاء میں سے ہونے کا دعوی کرتا ہے چنانچہ آپ نے اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جب آپ نے دور سے اسے قبلہ کی جانب تھوکتے دیکھا تو جان لیا کہ یہ شخص قربت کے مراتب سے دور ہے، چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: جب یہ (شریعت کے) اس ادب کی حفاظت نہ کرسکا تو یہ رب کا مقرب بندہ کس طرح ہو سکتا ہے؟(۳٤)

(۳) شہادت ساقط ہونے کے سبب وہ اپنی توہین کرتا اور دوسرے کا حق ضائع کرتا ہے کیونکہ جو قومہ اور جلسہ کو یا ان دونوں میں سے کسی میں اطمینان ترک کرنے کا عادی ہو وہ گناہ پر مصر ہوتا ہے لہٰذا اس بناء پر اس کی شہادت ناقابل قبول ہوتی ہے۔

(۴) لوگوں کو گناہ میں ڈالتا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو برائی دیکھے اور اسے اس کو روکنے کی قدرت بھی ہو تو اس پر برائی روکنا لازم ہو جاتا ہے تو (دیکھنے والا) جب اسے برائی سے نہیں روکتا تو یہ اُس کے گناہ میں پڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔

(۵) ہر دن رات میں کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے گناہ کا اظہار کرتا ہے اور یہ مغفرت سے دوری کا سبب ہے کیونکہ ارکان نماز میں تعدیل ترک کرنا گناہ ہے پھر اس کا اظہار دوسرا گناہ ہے برخلاف پوشیدہ گناہ کے، کیونکہ پوشیدہ گناہ مغفرت کے زیادہ لائق ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں

۳٤۔ الرّسالة القشيرية، باب الفتوة، ۲/۴۱٦

ہے کہ ”بے شک اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کے سامنے اس کے گناہ رکھے گا اور ارشاد فرمائے گا: جس طرح میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ رکھا تھا ایسے ہی آج بھی پردہ پوشی کروں گا۔“ (۳۵)

اور اسی کی طرف اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○﴾ (۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا۔

(۶) اعادہ واجب یا پھر فرض ہو جائے گا جیسا کہ پیچھے اختلاف گزر چکا تو جب وہ نماز نہیں لوٹائے گا تو گناہ متعدد ہو جائیں گے اور مصیبت کی کثرت ہو جائے گی اور اسی کی طرف اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○﴾ (۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

پھر جاننا چاہیے کہ جو شخص نوافل پڑھے اور ان میں تعدیل ارکان ترک کرے تو وہ گناہ گار اور آخرت میں سزا کا حق دار ہوگا اور دنیا میں اس پر ان کی قضاء لازم ہوگی، اگر وہ ان کی قضاء نہیں کرے گا تو یہ پہلے گناہ کی طرح ایک دوسرا گناہ ہوگا، اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ تعدیل ارکان سنت مؤکدہ ہے تو اس صورت میں وہ عتاب کا مستحق ہوگا اور شفاعت اور ثواب سے محرومی ہوگی، اگر وہ نوافل نہ پڑھتا تو اسے ان تمام چیزوں سے بچ جاتا، اس کے لیے ان کو ادا نہ کرنا، ادا کرنے

۳۵۔ صحیح البخاری، کتاب المظالم والغصب، باب قوله تعالى: ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾، برقم: ۲۴۴۱، ۳/۱۲۸

۳۶۔ حٰمٓ السجدة: ۴۱/۲۲

۳۷۔ المطففين: ۸۳/۱۴

سے بہتر تھا اور ان کو ادا کرنے کی صورت میں اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو سب سے زیادہ ناقص عمل کرنے کے باوجود اس خیال میں ہوتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں، چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ۝﴾ (۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

اس کے تحت صدر الافاضل فرماتے ہیں: کہ وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب نامۂ اعمال کھلیں گے تو بدیاں ظاہر ہوں گی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۷) لوگ اس کی پیروی کر کے نقصان اٹھاتے ہیں یہ گمان کر کے کہ اسے حکمِ مسئلہ معلوم ہے اگر تعدیل ارکان کا ترک ناجائز ہوتا تو اس جیسا شخص کبھی اس پر اصرار نہ کرتا تو وہ خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حالانکہ اسے چاہیے تھا کہ خود بھی کامل ہوتا اور دوسروں کو بھی کامل بناتا۔

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس طریقہ کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (۳۹)

(۸) جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور اطمینان اور وقار رحمٰن کی طرف سے ہے، یہاں یہ بات یوں ہے کہ جلد بازی کے سبب اس کا افعال میں امام سے آگے بڑھنا لازم آتا ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے بلکہ سلف میں سے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اور خلف میں امام زفر کے نزدیک یہ عمل نماز کو باطل کرنے والا ہے لہذا نماز کو ضائع ہونے سے بہت زیادہ بچاؤ۔

(۹) جلد بازی کے سبب اذکار مشروعہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کے دوران ادا ہوں گے اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ تاتارخانیہ میں اس کی صراحت ہے بلکہ ''منیہ''

۳۸۔ الزمر: ۴۷/۳۹

۳۹۔ صحیح مسلم، باب الحث علی الصّدقة، برقم: ۶۹-(۱۰۱۷)، ۷۰۴/۲

میں ہے کہ اس میں دو کراہتیں ہیں: ایک تو اذکار مشروعہ کو ان کی جگہ سے ہٹانا اور دوسرا انہیں غیر محل میں ادا کرنا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ مثال کے طور پر جب اس نے قومہ یا اس میں اطمینان ترک کیا تو تسمیع (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ) یا تحمید (رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد) یا دونوں ہی (قومہ سے) جھکنے کی حالت میں ہوں گے بلکہ کبھی (قومہ سے سجدے میں جاتے وقت کی) تکبیر بھی سجدہ میں جانے کے بعد ہوتی ہے حالانکہ سنت یہ ہے کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہا جائے اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد اس وقت کہا جائے جب وہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے اور تکبیر (قومہ سے) جھکتے وقت ہو۔

(۱۰) یہ جلد بازی اذکار میں غلطی کا باعث ہے اور اذکار میں غلطی بغیر کسی اختلاف کے حرام ہے جیسا کہ "فتاوی بزازیہ" میں اس کی صراحت ہے۔

اس کا بیان یہ ہے کہ بغیر ٹھہرے جلدی جلدی پڑھنا حرکت کے ترک کرنے یا سکون پر حرکت پڑھنے کا سبب بن جاتا ہے بلکہ انتہائی جلد بازی کی وجہ سے بعض اوقات حرف کے چھوٹنے کا باعث بن جاتا ہے، اس کی وجہ سے اگر معنی تبدیل ہوا تو نماز باطل ہو جائے گی ورنہ مکروہ ہو گی اور یہ گمراہ کن فعل ہے۔

روزانہ کی نمازوں میں تین سو پچانوے گناہ

جب تم نے گزشتہ باتوں کو جان لیا تو یہ بات بھی مختصراً جان لو اور اس پر تفصیل کو قیاس کر لو، جب تم دن رات میں فرض نمازوں، واجب اور سنن مؤکدہ پر اکتفاء کرو گے تو تمہاری رکعتوں کی تعداد بتیس ہو گی اور ہر رکعت میں قومہ اور جلسہ بھی ہو گا تو اگر تم نے ان دونوں میں سے ہر ایک میں اطمینان ترک کیا تو یہ چونسٹھ گناہ ہو جائیں گے اور اگر خود ان دونوں کو بھی ترک کر دیا تو اس طرح ایک سو اٹھائیس گناہ ہو جائیں گے اور جب اس کے ساتھ اظہار معصیت کا گناہ بھی شامل کیا جائے تو یوں دو سو چھپن گناہ ہو جائیں گے اور اگر ہر رکعت میں امام سے قبل پہلے سجدے میں جانے اور پہلے سے دوسرے سجدے میں جانے کو منسلک کیا جائے نیز اس معاملے

میں اظہار معصیت کو بھی ملا لیا جائے تو یہ مجموعی طور پر تین سو چوراسی گناہ ہو جائیں گے اور اگر اس میں واجبات کا اعادہ نہ کرنے کو ملحق کیا جائے تو یہ مجموعی اعتبار سے تین سو پچانوے گناہ ہو جائیں گے۔

ہر رکعت میں چار مکروہات

جب وہ قومہ ترک کرے گا تو ہر رکعت میں چار مکروہات ہوں گے (۱) تسمیع (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ) کو اس کے محل سے ہٹانا حالانکہ اس کا محل قومہ کے لیے سر اٹھاتے وقت ہے اور (۲) اسے غیر محل میں یعنی سجدہ کی طرف جاتے ہوئے کہنا (۳) تحمید (رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد) کو اس کے محل سے ہٹانا جبکہ اس کا محل قومہ میں اطمینان سے کھڑے ہو جانے کے وقت ہے اور (۴) اسے غیر محل میں یعنی سجدہ کی طرف جاتے ہوئے کہنا۔

عقل مند پر چار امور لازم

جب وہ نوافل مثلاً تہجد اور چاشت وغیرہ کی نماز میں مشغول ہوگا تو ادھر گناہ اور مکروہات میں مزید اضافہ ہو جائے گا، اگر ہم بر سبیلِ تنزل مثال کے طور پر قومہ، جلسہ اور اطمینان کے سنت ہونے کا قول کریں تو وہ تارک سنت ہوگا اور ہر دن رات میں سنت مؤکدہ پڑھنے کی صورت میں بھی یہی معاملہ ہوگا۔ لہذا عقلمند پر لازم ہے کہ علم و عمل میں کمال حاصل کر کے اپنی بقیہ عمر کے احوال درست کرے اور اپنے ایام زندگی کے زیادہ سے زیادہ اوقات فرائض و واجبات، سنن مؤکدہ اور اپنی نمازوں کی قضاء میں صرف کرے تا کہ مرتے وقت گناہوں کا بوجھ اس کے سر پر نہ ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ وَنَسْتَعِیْنُ بِہٖ عَلَی الْمَھَالِكِ

یعنی، ہم اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں، اور ہلاک کرنے والی تمام چیزوں کے خلاف اللہ عزوجل سے مدد چاہتے ہیں۔

فصل

پیروی کے وُجوب کی معرفت اہم مسائل اور کامل فضائل میں سے ہے

کتاب اللہ سے پیروی کا وُجوب

اللہ عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ (۴۰)

ترجمہٗ کنز الایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

احادیث سے پیروی کا وُجوب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام صرف اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی پیروی کی جائے لہٰذا اُس کی مخالفت مت کرو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔ (۴۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام محض اِس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور اس سے پہلے تکبیر نہ کہا کرو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور اس سے پہلے رکوع نہ کیا کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اور ایک روایت میں: وَلَكَ الْحَمْدُ ہے، جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو اور اس سے پہلے سجدہ نہ کیا کرو۔ (۴۲)

۴۰۔ آل عمران: ۳۱/۳

۴۱۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، ۱۴۵/۱، برقم ۷۲۲

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور انصراف میں مجھ پر سبقت نہ کیا کرو۔(۴۳)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث میں ارکان کی ادائیگی میں امام پر جلدی کرنے وغیرہ کی حرمت کا بیان ہے اور انصراف سے مراد نماز کا سلام پھیرنا ہے۔(۴۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے ہوئے فرمایا کرتے: امام پر سبقت نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْن کہے تو امین کہو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: "اور اس سے پہلے نہ اٹھو۔(۴۵)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تکبیر، قیام، قعود، رکوع اور سجود میں مقتدی کا اپنے امام کی پیروی کرنا واجب ہے نیز ان افعال کو امام کے بعد کرنا واجب ہے تا کہ اس کی نماز کامل طریقے پر ادا ہو۔ (۴۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا اور جھکاتا ہے، اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔(۴۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی امام سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھاتے وقت اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا سر گدھے کی طرح یا اس کی صورت گدھے جیسی بنادے۔(۴۸)

۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النھی عن سبق الامام الخ، ۱/۳۲۰، برقم ۴۲۶

۴۴۔ شرح النووی علی مسلم، کتاب الصّلاۃ، باب تحریم سبق الامام، ۴/۱۵۰

۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النھی عن مبادرۃ الامام الخ، ۱/۳۱۰، برقم ۴۱۵

۴۶۔ شرح النّووی علی مسلم، کتاب الصّلاۃ، باب النّھی عن مبادرۃ الأمام، ۴/۱۳۲

۴۷۔ مؤطا امام مالک، کتاب الصلاۃ، باب ما یفعل من رفع راسہ قبل الاملم، ۱/۹۲، برقم ۵۷

۴۸۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع راسہ قبل الامام، ۱/۱۴۰، برقم ۶۹۱

شیخ اکمل الدین نے "شرح المشارق" میں فرمایا: یہاں امام پر سبقت کے حرام ہونے کی علتِ "امام کی مخالفت" ہے پس امام سے پہلے رکوع اور سجود کے لیے جھکنے کو امام سے پہلے سر اٹھانے پر قیاس کیا جائے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں: ان احادیث میں امام کی مخالفت کی سخت حرمت کا بیان ہے۔(۴۹)

علامہ کرمانی فرماتے ہیں: یہ سخت وعید ہے کیونکہ چہرے کا بگڑنا ایک ایسی سزا ہے جو دیگر سزاؤں کی طرح نہیں ہے اور یہ مثال اس لیے دی گئی تاکہ اس فعل سے بچا جائے اور بہت زیادہ احتیاط کی جائے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس فعل کے کرنے والے کی نماز کو نماز ہی خیال نہیں کرتے تھے۔

بہرحال اس فعل کے شدید مکروہ اور (حدیث میں) اس کے متعلق سختی آنے کے باوجود اکثر علماء اس کے کرنے والے پر اعادہ کو لازم قرار نہیں دیتے اور فرماتے ہیں: ایسے شخص پر لازم ہے کہ رکوع یا سجدہ کی طرف دوبارہ لوٹ جائے یہاں تک کہ امام سر اٹھالے۔(۵۰)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتے وقت اس بات سے بے خوف ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کا سر کتے کے سر سے تبدیل کردے۔(۵۱)

حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت اس وقت تک نہیں جھکاتا تھا جب تک کہ نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ لیتے۔(۵۲)

حضرت سیدنا عَمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی، میں نے آپ کو یہ قراءت کرتے ہوئے سنا:

۴۹۔ شرح النّووی علی مسلم، کتاب الصّلاة، باب النّہی عن مبادرة الأمام، ۱۵۱/۴

۵۰۔ عمدة القاری، کتاب الصّلاة، باب أثم من رفع رأسه قبل الأمام، ۲۲۴/۵

۵۱۔ المعجم الاوسط، باب العین، من اسمه العباس، ۲۹۳/۴، برقم ۴۲۳۹

۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب السجود علی ...

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ O الْجَوَارِ الْكُنَّسِ O﴾ (٥٣)

ترجمۂ کنز الایمان: توقسم ہے ان کی جو الٹے پھریں، سیدھے چلیں تھم رہیں۔

ہم میں سے کوئی شخص اس وقت تک اپنی پشت نہیں جھکاتا تھا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل طور پر سجدہ میں نہ چلے جاتے۔(٥٤)

اقوالِ فقہاء سے امام کی پیروی کا وجوب

"تاتار خانیہ" میں ہے:

لَوْ رَفَعَ الْمُقْتَدِیْ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَبْلَ الْإِمَامِ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَعُوْدَ يَعْنِيْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ (٥٥)

یعنی، اگر مقتدی رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھائے تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ جائے یعنی رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔

دوسرے مقام پر ہے:

اِذَا سَجَدَ قَبْلَ الْإِمَامِ وَاَدْرَكَهُ الْإِمَامُ فِيْهَا جَازَ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَلٰكِنْ يُكْرَهُ لِلْمُقْتَدِیْ اَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ وَقَالَ زُفَرُ: لَا يَجُوْزُ۔ (٥٦)

یعنی، جب مقتدی امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے پھر امام اس کو سجدے میں پالے تو یہ ہمارے تینوں علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مقتدی کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ امام زفر نے کہا ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

"الکافی" میں ہے:

رَكَعَ الْمُقْتَدِیْ فَلَحِقَهٗ اِمَامُهٗ صَحَّ وَكُرِهَ۔

یعنی، مقتدی رکوع میں چلا گیا پھر امام بھی رکوع میں اس سے جاملا تو یہ درست

٥٣۔ التكوير: ٨١/١٥، ١٦

٥٤۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب متابعة الامام والعمل بعده، ١/ ٣٤٦، برقم ٤٧٥

٥٥۔ الفتاوى التتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فى بيان ما يفعله المصلى فى صلاته بعد الافتتاح، ١/ ٣٩٤

٥٦۔ أيضاً، ص ٣٩٥

ہے لیکن مکروہ ہے۔

اور پیچھے تم جان چکے ہو کہ مکروہ نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔

صاحب ہدایہ نے فرمایا:

وَتُعَادُ عَلٰی وَجْهٍ غَیْرِ مَکْرُوْهٍ وَهٰذَا الْحُکْمُ فِیْ کُلِّ صَلَاةٍ اُدِّیَتْ مَعَ الْکَرَاهَةِ۔ (۵۷)

یعنی، اور نماز غیر مکروہ طریقے پر دوبارہ ادا کی جائے گی اور یہی حکم ہر اس نماز کا ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی۔

علامہ ابن ہمام نے فرمایا:

صَرَّحَ بِلَفْظِ الْوُجُوبِ الشَّیْخُ قِوَامُ الدِّیْنِ الْکَاکِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمَنَارِ، وَلَفْظُ الْخَبَرِ الْمَذْکُورِ :اَعْنِیْ قَوْلَهٗ "وَتُعَادُ" یُفِیْدُهٗ اَیْضًا عَلٰی مَا عُرِفَ۔ (۵۸)

یعنی، شیخ قوام الدین کاکی نے شرح المنار میں وجوب کے لفظ کی صراحت کی ہے اور خبر مذکور کا لفظ "وَتُعَادُ" بھی اس (یعنی اعادہ کے وجوب) کا فائدہ دیتا ہے۔

"الکشف" میں ہے:

اِعَادَةُ الطَّوَافِ بِالْجَنَابَةِ وَاجِبَةٌ کَوُجُوبِ اِعَادَةِ الصَّلَاةِ الَّتِیْ اُدِّیَتْ مَعَ الْکَرَاهَةِ عَلٰی وَجْهٍ غَیْرِ مَکْرُوْهٍ۔

یعنی، جنابت کے سبب طواف کا اعادہ واجب ہے جیسے کہ کراہت کے ساتھ ادا کی گئی نماز غیر مکروہ طریقے پر دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

ایک ضروری امر یہ ہے کہ حالت رکوع میں امام کی اقتداء کی معرفت حاصل کی جائے، چنانچہ اگر مقتدی نے اس وقت تکبیر تحریمہ کہی جب امام رکوع میں جاچکا تھا پھر مقتدی نے اس کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں اس سے جاملا تو اس کی اقتداء درست ہے اور یہ رکعت شمار ہوگی۔

۵۷۔ الهداية، کتاب الصّلاة، فصل: و یکره للمصلّی۔۔، ۱/۶۵

۵۸۔ فتح القدير، کتاب الصّلاة، فصل :یکره للمصلّی أن یعبث۔۔ ۱/۴۱۶

جلد بازی میں نمازیں ضائع کرنا

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہی اور اس کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی امام نے سر اٹھالیا تو اقتداء درست ہے مگر رکعت شمار نہیں ہوگی اور یہ بھی اس وقت ہے جب مقتدی نے کھڑے کھڑے تکبیر کہی، اگر جھکتے ہوئے تکبیر کہی جیسا کہ عوام اور جاہل لوگ جلد بازی میں ایسا کرتے ہیں ایسی صورت میں اس کی نماز منعقد نہیں ہوگی کیونکہ قیام پر قدرت رکھنے والے شخص کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے وقت قیام شرط ہے، اور ایسے افراد کی نماز کیسے شروع ہوسکتی ہے جو حالت رکوع میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور اس وقت تو کبھی بھی نماز شمار نہیں ہوگی، ہاں! اگر اس نے تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہی پھر رکوع کی تکبیر رکوع میں جاکر کہی یا اسے ترک کردیا تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ درست ہوجائے گی، نقول ان مسائل میں مشہور اور مذہب کی کتب میں مسطور (یعنی لکھی ہوئی) ہیں، ہمارا مقصد صرف غافلین کو تنبیہ کرنا تھا اگرچہ وہ اپنے زعم میں علمائے عاملین اور مشائخ کاملین میں سے ہوں۔

نماز باطل اور زندگی ضائع ہوگئی

ایک ضروری امر یہ ہے کہ آدابِ سجدہ کی معرفت حاصل کی جائے، چنانچہ سجدے کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ پیشانی رکھتے وقت زمین کی سختی پائی جائے، اگر اس نے زمین اور اس کے درمیان حائل چیز پر سجدہ کیا اور زمین کی سختی نہ پانے کے سبب اطمینان سے سجدہ نہیں کیا تو بالاتفاق اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور ایسا اکثر ہوتا ہے بالخصوص نماز میں جلدی کرنے والے شخص سے، وہ مصلے پر مندیل (یعنی موٹی چادر یا کمبل وغیرہ) رکھتا ہے اور بغیر زور دیے اس پر سر رکھتا ہے اور یوں وہ حرج عظیم اور زبردست گناہ میں جاپڑتا ہے کیونکہ اس کی نماز باطل اور زندگی ضائع ہوگئی۔

سخت احتیاط کرو

اگر اس نے اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا یا اپنی آستین یا دامن کے کنارے پر سجدہ کیا

تو اگر چہ وہ زمین کی سختی پا بھی لے پھر بھی اس کی نماز مکروہ ہوگی اور اس کا اعادہ واجب ہوگا اور اس کی وجہ پیچھے گزر چکی اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک تو اس کی نماز ہی درست نہیں ہوگی لہذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر جما لیتے اور اپنے ہاتھ پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی ہتھیلیاں کندھوں کی سیدھ میں رکھتے۔(۵۹)

ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ امام کی پیروی کی معرفت حاصل کی جائے حتی کہ کلام کے ضمن میں پیچھے گزرنے والی حدیث کے مطابق تو سلام میں بھی اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

پھر اس میں اچھی تفصیل اور عمدہ قید ہے جسے امام ابن ہمام نے ذکر کیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا يَقُومُ الْمَسْبُوقُ قَبْلَ السَّلَامِ بَعْدَ قَدْرِ التَّشَهُّدِ إِلَّا فِي مَوَاضِعَ: إِذَا خَافَ وَهُوَ مَاسِحٌ تَمَامَ الْمُدَّةِ لَوِ انْتَظَرَ سَلَامَ الْإِمَامِ، أَوْ خَافَ الْمَسْبُوقُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالْفَجْرِ أَوِ الْمَعْذُورُ خُرُوجَ الْوَقْتِ، أَوْ خَافَ أَنْ يَبْتَدِرَهُ الْحَدَثُ أَوْ أَنْ تَمُرَّ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَوْ قَامَ فِي غَيْرِهَا بَعْدَ قَدْرِ التَّشَهُّدِ صَحَّ، وَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا لِأَنَّ الْمُتَابَعَةَ وَاجِبَةٌ بِالنَّصِّ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ" وَهَذِهِ مُخَالَفَةٌ لَهُ، إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمُفِيدَةِ لِلْوُجُوبِ لَوْ قَامَ قَبْلَهُ. قَالَ فِي النَّوَازِلِ: إِنْ قَرَأَ بَعْدَ فَرَاغِ الْإِمَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ جَازَ وَإِلَّا فَلَا، هَذَا فِي الْمَسْبُوقِ بِرَكْعَةٍ أَوْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ بِثَلَاثٍ، فَإِنْ وُجِدَ مِنْهُ قِيَامٌ بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ جَازَ وَإِنْ لَمْ يَقْرَأْ سَيَقْرَأُ فِي الْبَاقِيَتَيْنِ وَالْقِرَاءَةُ فَرْضٌ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَلَوْ قَامَ حَيْثُ يَصِحُّ وَفَرَغَ قَبْلَ سَلَامِ الْإِمَامِ وَتَابَعَهُ فِي السَّلَامِ قِيلَ تَفْسُدُ، وَالْفَتْوَى عَلَى أَنْ لَا تَفْسُدَ وَإِنْ كَانَ اقْتِدَاؤُهُ بَعْدَ الْمُفَارَقَةِ مُفْسِدًا لِأَنَّ هَذَا مُفْسِدٌ بَعْدَ الْفَرَاغِ فَهُوَ كَتَعَمُّدِ الْحَدَثِ فِي

۵۹۔ سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جآء فی السجود علی الجبهة و الانف، ۵۹/۲، برقم ۲۷۰

هٰذِهِ الْحَالَة۔ (٦٠)

یعنی، مسبوق تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہیں ہو سکتا مگر چند جگہوں میں: جب مسبوق نے مسح کیا ہوا ہو کہ اگر وہ امام کے سلام کا انتظار کرے گا تو مسح کی مدت گزر جانے کا خوف ہے یا اسے جمعہ، عیدین اور فجر میں وقت نکلنے کا خوف ہو، یا وہ معذور ہو اور اسے وقت نکلنے کا خوف ہو، یا اسے حدث کے جلد لاحق ہونے یا اسے لوگوں کے اپنے آگے سے گزرنے کا خوف ہو۔ اگر وہ تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد ان صورتوں کے علاوہ کھڑا ہوا تو اس کی نماز درست ہو جائے گی لیکن مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ نص کے وارد ہونے کی وجہ سے امام کی پیروی واجب ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''امام صرف اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے لہذا اس کی مخالفت مت کرو۔'' اگر وہ امام سے پہلے کھڑا ہوتا ہے تو یہ اس حدیث کے علاوہ ان احادیث کی بھی مخالفت ہوگی جو (امام کی پیروی کے) وجوب کا فائدہ دیتی ہیں۔

"نوازل" میں ہے: اگر وہ امام کے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد اتنی قراءت کرے جس کے ساتھ نماز جائز ہو جاتی ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

یہ بات اس مسبوق کے متعلق ہے جس کی ایک یا دو رکعتیں نکل گئیں ہوں، اگر اس کی تین نکل گئی ہوں تو اگر اس کی طرف سے قیام امام کے تشہد کے بعد پایا جائے تو جائز ہے اگرچہ وہ قراءت نہ کرے کیونکہ وہ عنقریب باقی دو میں قراءت کرے گا اور قراءت دو رکعتوں میں فرض ہے۔ اگر وہ کھڑا ہو جائے جبکہ اس کا کھڑا ہونا درست بھی ہو اور امام کے سلام سے پہلے ہی اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہو جائے اور سلام میں اس کی پیروی کرے تو ایک قول کے مطابق اس کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن فتوی اس پر ہے کہ اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی اگرچہ مفارقت کے بعد مسبوق کا امام کی اقتداء کرنا مفسد نماز ہے کیونکہ یہ فساد مسبوق کی نماز کے مکمل ہو جانے کے بعد لاحق ہوا ہے پس یہ ایسے ہی ہے جیسے خروج بصنعہ سے قبل مقتدی قصداً وضو توڑ دے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ صرف یہ ہی سلسلہ نہ ہو کہ اپنی عبادات کی اصلاح کر کے اپنا ظاہر اچھا کرتا رہے جبکہ ریاکاری کرتے ہوئے اپنا باطن برار رکھے بلکہ اپنی نیت کی درستی اور دل کی آراستگی کے ذریعے اپنے اعمال خالص کرے جیسا کہ ہم نے اسے علیحدہ سے ایک رسالہ میں بیان کر دیا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صٰلِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۝﴾ (٦١)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ایک آیت کی تفسیر

قاضی بیضاوی نے فرمایا: رب کی بندگی میں شرک یہ ہے کہ بندہ عبادت میں ریاکاری کرے، یا اس کے ذریعے اجرت طلب کرے۔(٦٢)

زمخشری نے کہا: عبادت میں شریک نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل میں ریا نہ کرے بلکہ عمل سے صرف اپنے رب کی رضا چاہے، اور اس میں کسی دوسرے کو نہ ملائے۔(٦٣)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ۝﴾ (٦٤)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

٦١۔ الکهف:١٨/١١٠

٦٢۔ تفسیر البیضاوی، تحت الآیة، ٣/٢٩٥

٦٣۔ الکشاف، تحت الآیة، ٢/٧٥١

کون سی نماز زیادہ اچھی؟

مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو غلط طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس پر درّہ اٹھالیا پھر اسے نماز کی کیفیت سکھائی اور اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: یہ زیادہ اچھی ہے یا پہلی والی، اس نے کہا: پہلی زیادہ اچھی تھی، کیونکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے تھی اور یہ درّہ کے خوف سے تھی تو آپ مسکرادیے اور اس پر متعجب ہوئے۔(۶۵)

باطل عمل کا ثواب نہیں ہوتا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ O اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ O﴾ (۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں یہ ہیں وہ جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ۔ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

صاحب ''کشاف'' نے کہا: ان کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کے ذریعے ثواب آخرت کا ارادہ نہیں کیا بلکہ دنیا کا ارادہ کیا اور جس کا انہوں نے ارادہ کیا وہ انہیں مکمل طور پر مل چکا اور ان کے اعمال برباد ہوگئے کیونکہ ان کے عمل فی نفسہ باطل تھے، انہوں نے وہ اعمال درست نیت سے نہیں کیے اور جو عمل باطل ہو، اس عمل کا کوئی ثواب نہیں ہوتا۔(۶۷)

۶۵۔ نزهة المجالس، باب الأخلاص، ۱/۵

۶۶۔ هود: ۱۱/۱۶

حسرت کی آگ

امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا: جاننا چاہیے کہ عقل اس پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو دنیا میں تعریف کی طلب میں اور ریا کی خاطر اعمال صالحہ کرے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے دل پر دنیا کی محبت غالب آچکی ہے اور اس کے دل میں آخرت کی محبت نہیں ہے کیونکہ اگر وہ آخرت کی حقیقت جانتا اور جو اس میں سعادتیں ہیں انہیں پہچانتا تو نیکیاں دنیا کے لیے نہ کرتا تو ثابت ہوا کہ دنیا کے سبب نیک اعمال کرنے والا لازمی طور پر دنیا کی بہت زیادہ چاہت میں مبتلا ہے اور آخرت کی طلب سے خالی ہے ایسا شخص جب مرتا ہے تو دنیا کے تمام منافع اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور وہ انہیں پانے سے لاچار و بے بس رہ جاتا ہے اور انہیں حاصل کرنا اس کے لیے ممکن نہیں رہتا اور جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے پھر اس کے اور مطلوب کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو جائے تو لازمی طور پر اس کے دل میں حسرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو اس عقلی دلیل سے ثابت ہوا کہ بلاشبہ احوال دنیویہ کی طلب میں نیک عمل کرنے والا اس عمل کے لائق دنیوی منفعت پا لیتا ہے پھر جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو اس عمل کی وجہ سے اسے صرف آگ ہی حاصل ہوتی ہے اور دار آخرت میں اس کا یہ عمل ضائع، باطل اور بے اثر ہو جاتا ہے۔ (امام رازی کا کلام ختم ہوا) (٦٨)

اس کی وضاحت اللہ عزوجل کے درج ذیل فرامین سے ہوتی ہے:

﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ۝﴾ (٦٩)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ

٦٨۔ التّفسیر الکبیر، تحت الآیة، ١٧/٣٢٨

٦٩۔ الشوریٰ: ٤٢/٢٠

جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝﴾ (۷۰)

ترجمۂ کنز الایمان: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔

ایک آیت کی تفسیر

قاضی بیضاوی نے فرمایا: ﴿وَسَعٰى لَهَا﴾ (اور اس کی سی (یعنی اس کے لیے) کوشش کرے) میں لام اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ (کوشش کرنے میں) نیت اور اخلاص کا اعتبار ہے۔(۷۱)

زمخشری نے کہا: آخرت کے لیے کوشش کا قبول ہونا تین شرائط پر معلق ہے (۱) بندے کی لگن اور ارادہ آخرت ہی ہو اور وہ دھوکہ کے گھر (یعنی دنیا) سے کنارہ کشی اختیار کرے (۲) جن کاموں کو کرنے کا حکم ہے ان کی انجام دہی اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے بچنے کی کوشش کرے (۳) سچا اور پختہ ایمان۔(۷۲)

حضرت سیدنا ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ جو غیر اللہ کے لیے عمل کرے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے عمل کرے تو اس کا عمل مقبول ہے اور اسی کی کوشش ٹھکانے لگی۔(۷۳)

۷۰۔ بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۸، ۱۹

۷۱۔ تفسیر البیضاوی، تحت الآیة، ۳/ ۲۵۱

۷۲۔ الکشّاف، تحت الآیة، ۲/ ۶۵۶

۷۳۔ تنبیہ الغافلین، باب الأخلاص، ۱/ ۲۴

ریاکاری کی مذمّت میں سولہ احادیث

ریاکاری کی مذمّت میں احادیث کثیر اور مشہور ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اچھا بدلہ دینے والا ہوں لہذا جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا وہ میرے شریک کے لیے ہی ہوگا، اے لوگو! اپنے عمل میں اللہ عزوجل کے لیے اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے کیے جاتے ہیں، یہ مت کہو کہ یہ اللہ عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں کیونکہ وہ کام پھر رشتہ داری ہی کے لیے ہوگا اور اللہ عزوجل کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا اور یہ مت کہو کہ یہ عمل اللہ کے لیے ہے اور تمہارے لیے ہے کیونکہ پھر وہ تمہارے لیے ہوگا، اللہ عزوجل کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا۔(۷۴)

حضرت سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ثواب اور شہرت دونوں کی طلب میں جہاد کرے، اسے کیا ملے گا؟ ارشاد فرمایا: اس کے لیے کچھ نہیں ہے، اس شخص نے یہی سوال تین مرتبہ دہرایا، رسول اللہ ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے ہو۔(۷۵)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اس عمل کے جس کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا چاہی جائے۔(۷۶)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو آخرت کے عمل سے آراستہ ہو مگر اس کا ارادہ آخرت کا نہ ہو تو آسمانوں اور زمین میں اس پر لعنت کی جاتی ہے۔(۷۷)

۷۴۔ شعب الایمان، ۱۵۹/۹، برقم ۶۴۱۷

۷۵۔ سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من غزا یلتمس الاجر و الذکر، ۲۵/۶، برقم ۳۱۴۰

۷۶۔ مجمع الزوائد، کتاب الزهد، باب ماجآء فی الریاء، ۲۲۲/۱۰، برقم ۱۷۶۵۹

۷۷۔ المعجم الاوسط، باب العین، من اسمه عبد الرحمٰن، ۹۶/۵، برقم ۴۷۷۶

حضرت سیدنا جارُود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا طلب کرے گا اس کا چہرہ بے نور ہو جائے گا، اس کا ذکر مٹا دیا جائے گا اور اس کا نام اہل نار میں درج کر دیا جائے گا۔ (۷۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جُبُّ الْحُزْن سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگا کرو، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، عرض کی گئی: اس میں کون داخل ہو گا؟ ارشاد فرمایا: وہ وادی دکھاوے کے لیے عمل کرنے والے قاریوں (یعنی عبادت گزاروں اور علماء) کے لیے تیار کی گئی ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو (ظالم) حکام سے ملاقات کرتے ہیں۔ (۷۹)

حضرت سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ریا، اللہ عزوجل کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا: جاؤ ان لوگوں کے پاس جن کے لیے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟ (۸۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں شریک کرنے والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جس نے میرے لیے عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل شریک کے لیے ہے۔ (۸۱)

۷۸۔ المعجم الکبیر، باب الجیم، الجارود بن عمرو، ۲/۲۶۸، برقم ۲۱۲۸

۷۹۔ سنن ابن ماجه، افتتاح الکتاب فی الایمان الخ، باب الانتفاع بالعلم و العمل به، ۱/۹۴، برقم ۲۵۶

۸۰۔ مسند امام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ، حدیث محمود بن لبید، ۳۹/۳۹، برقم ۲۳۶۳۰

۸۱۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الریاء و السمعة، ۲/۱۴۰۵، برقم ۴۲۰۲

حضرت سیدنا قاسم بن مُخَیمِرَہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اس عمل کو قبول نہیں فرماتا ہے جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہو۔(۸۲)

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمل کو بچانا عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے، آدمی پوشیدہ طور پر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے عمل صالح لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا اجر ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے حتی کہ وہ شخص لوگوں سے اس کا ذکر کر دیتا ہے اور اس عمل کو ظاہر کر دیتا ہے، چنانچہ اس عمل کو علانیہ عمل میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا تمام اضافی اجر مٹا دیا جاتا ہے، شیطان پھر اس کے پیچھے لگ جاتا ہے حتی کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں سے اس کا ذکر کر دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس عمل کا ذکر کیا جائے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے چنانچہ اسے علانیہ سے مٹا کر ریا کاری میں لکھ دیا جاتا ہے تو آدمی کو اللہ عزوجل سے ڈرنا چاہیے اور اپنے دین کی حفاظت کرنی چاہیے، بے شک ریا شرک (اصغر) ہے۔(۸۳)

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے کہ حضرت سیدنا جندب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: میں اللہ عزوجل کے لیے کوئی عمل کرتا ہوں پھر جب کوئی اس پر مطلع ہوتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل وہ عمل قبول نہیں فرماتا جس میں کسی کو شریک کیا جائے اور ایک روایت میں ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے دو اجر ہیں، پوشیدہ کا اجر اور علانیہ کا اجر۔(۸۴)

یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اس لیے خوش ہو کہ لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ واللہ اعلم

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے علم سیکھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔(۸۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۸۲۔ الترغیب والترھیب، ۱/۳۶، برقم ۵۴

۸۳۔ شعب الایمان، ۹/۱۷۹، برقم ۶۴۵۱

۸۴۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزھد، باب الثناء الحسن، ۲/۱۴۱۲، برقم ۴۲۲۶

۸۵۔ سنن ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فیمن یطلب بعلمه الدنیا، ۵/۳۳، برقم ۲۶۵۵

جس نے رضائے الٰہی کے لیے حاصل کیا جانے والا علم دنیا کا مال حاصل کرنے کے لیے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔(۸۶)

بنو کاہل کے ایک شخص ابو علی بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو عبد اللہ بن حزن اور قیس بن مضارب کھڑے ہوئے اور کہا کہ خدا کی قسم! یا تو آپ اپنی بات کا ماخذ بیان کریں یا پھر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، کیا آپ کی طرف سے ہمیں اس کی اجازت ہے کہ نہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بلکہ میں اپنی بات کا خود ہی ماخذ بیان کر دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے، ایک شخص کو اللہ عزوجل نے توفیق دی، اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ہم اس سے کیسے بچیں جبکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ بِكَ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ (۸۷)

یعنی: اے اللہ! ہم جان بوجھ کر کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور لاعلمی میں ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔

امام ابو یعلی نے اسی کے ہم معنی حدیث حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دعا روزانہ تین مرتبہ پڑھا کرو۔

ریا کے علاج کے طور پر ہم صرف دعا پر اکتفاء کر رہے ہیں جو کہ اُس ریا سے چھٹکارے کا سبب ہے جو بہت زیادہ پوشیدہ اور اندھیری رات میں کالی چٹان پر چیونٹی کے رینگنے کی طرح ہے۔ اس مقام میں حاصل کلام اور خلاصۂ مقصد یہ ہے کہ سب لوگ ہلاک ہونے والے ہیں سوائے علماء کے اور علماء بھی تمام کے تمام ہلاک ہونے والے ہیں مگر ان کے جو باعمل ہیں اور باعمل علماء بھی ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو ان میں مخلص ہیں اور مخلص بھی بڑے خطرے میں ہیں۔

۸۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، ۳/۳۲۳، برقم: ۳۶۶۴

۸۷۔ مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسی الاشعری، ۳۲/۳۸۳،

اللہ عزوجل ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں مخلص لوگوں میں سے بنائے، اور ہمیں اپنے منتخب بندوں کے مرتبے تک پہنچائے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہمیں ان لوگوں کے ساتھ بلند مقام تک پہنچائے جن پر اس نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ O وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ O وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O﴾ (۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے تمہارے رب کو عزّت والے رب کو ان کی باتوں سے اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا ربّ ہے۔

وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمّد واله وصحبه اجمعین،

برحمتك یا ارحم الرّاحمین

۸۸۔ الصّافات: ۳۷/ ۱۸۰۔۱۸۲

ماخذ و مراجع

١۔ أنوار التنزيل وأسرار التأويل، للعلّامة ناصر الدين أبى سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازى البيضاوى المتوفى ٦٨٥ ھ، بتحقيق: محمد عبد الرحمن المرعشلى، الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٨ھ

٢۔ البرجندى شرح مختصر الوقاية، للعلامة عبد العلى البرجندى، الناشر: مكتبة العجائب لزخر العلوم، كوئتة، باكستان

٣۔ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، للعلّامة عثمان بن على بن محجن البارعى، فخر الدين الزيلعى الحنفى المتوفى ٧٤٣ھ، معه الحاشية: لشهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ المتوفى ١٠٢١ھ، النّاشر: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، القاهرة، الطبعة الأولى ١٣١٣ھ

٤۔ الترغيب والترهيب لإسماعيل بن محمد بن الفضل بن على القرشى الطليحى التيمى الأصبهانى، أبو القاسم، الملقب بقوام السنة المتوفى ٥٣٥ھ، دار الكتب العلميّة، بيروت

٥۔ تنبيه الغافلين وإرشاد الجاهلين عما يقع لهم من الخطأ حال تلاوتهم لكتاب الله المبين، للأمام أبى الحسن على بن محمد بن سالم، النّورى الصفاقسى المتوفى ١١١٨ھ، بتحقيق: محمد الشاذلى النيفر، الناشر: مؤسّسات عبد الكريم بن عبد الله

٦۔ جامع المسانيد والسُّنَن الهادى لأقوم سَنَن لأبى الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشى البصرى ثم الدمشقى المتوفى ٧٧٤ھ، بتحقيق: عبد الملك بن عبد الله الدهيش، الناشر: دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، لبنان الطبعة الثانية ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٧۔ خزائن العرفان على كنزالايمان لصدرالافاضل السيّد نعيم الدين مراد آبادى المتوفى ١٣٦٧ھ، الناشر: مكتبة المدينة، باكستان

۸۔ ردّالمحتار علی الدر المختار،للعلّامة ابن عابدین، محمّد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی المتوفی ۱۲۵۲ ھ، الناشر:دار الفکر، بیروت، الطبعة الثانیة:۱۴۱۲ھ

۹۔ الرسالة القشیریة ،للأمام عبد الکریم بن هوازن بن عبد الملک القشیری المتوفی ۴۶۵ ھ، بتحقیق: الإمام الدکتور عبد الحلیم محمود، الدکتور محمود بن الشریف، الناشر دار المعارف، القاهرة

۱۰۔ سنن ابن ماجة للامام أبی عبداللّٰه محمد بن یزید القزوینی المتوفی:۲۵۷ھ، الناشر: دارأحیاء الکتب العربیّة

۱۱۔ سنن الترمذی للامام أبی عیسی محمد بن عیسی بن سورة المتوفی ۲۷۹ھ، النّاشر:شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی

۱۲۔ سنن النّسائی للامام أبی عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی النّسائی المتوفی ۳۰۳ھ، مکتب المطبوعات الأسلامیّة

۱۳۔ سنن أبی داؤد للامام أبی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی المتوفی المتوفی ۲۷۵ھ، الناشر المکتبة العصریة

۱۴۔ السنن الکبری لأبی عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی المتوفی ۳۰۳ھ، بتحقیق حسن عبد المنعم شلبی الناشر:مؤسسة الرسالة ، بیروت الطبعة الأولی:۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

۱۵۔ سنن الدارقطنی لأبی الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادی الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ، بتحقیق: شعیب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبی، عبد اللطیف حرز اللّٰه، أحمد برهوم، الناشر:مؤسسة الرسالة، بیروت، لبنان ،الطبعة الأولی ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۶۔ السنن الکبری لأحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی أبو بکر البیهقی المتوفی ۴۵۸ ھ، بتحقیق :محمد عبد القادر عطا ،الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

١٧۔ شعب الإيمان لأحمد بن الحسين بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی المتوفی ٤٥٨ھ، بتحقيق: الدكتور عبد العلی عبد الحمید حامد الناشر: مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفية ببومبای بالهند، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔٢٠٠٣م

١٨۔ صحیح ابن خزیمة، للعلّامة أبی بکر محمد بن إسحاق بن خزیمة بن المغیرة بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری المتوفی ٣١١ھ، بتحقيق: د۔محمد مصطفی الأعظمی الناشر: المکتب الإسلامی، بیروت

١٩۔ صحیح البخاری للأمام ابی عبدالله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم البخاری المتوفی ٢٥٦ھ، دارطوق النّجاة

٢٠۔ صحیح مسلم للأمام أبی الحسین مسلم بن الحجّاج القشیری النّیسابوری المتوفی ٢٦١ھ، الناشر :دار أحیاء التّراث العربیّ

٢١۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری لأبی محمد محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی المتوفی ٨٥٥ھ، الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت

٢٢۔ غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی، المعروف بالحلبی الکبیر، للعلامة الشیخ إبراهیم الحلبی، الناشر: المکتبة النعمانیة، کوئتة، باکستان

٢٣۔ الفتاوی التتارخانیة، للعلامة عالم بن العلاء الانصاری الدهلوی الهندی المتوفی ٧٨٦ھ، بتحقق القاضی سجاد حسین، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

٢٤۔ فتح القدیر، للعلّامة کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الهمام المتوفی ٨٦١ھ، الناشر:دار الفکر، بیروت

٢٥۔ القنیة المنیة لتتمیمن الغنیة، للعلامة مختار بن محمود بن محمد الزاهدی الحنفی، المخطوط

٢٦۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،لأبی القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشری جار الله المتوفی:٥٣٨ھ، الناشر:دار الکتاب الغربی، بیروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٧ھ

۲۷۔ کنز الایمان (ترجمة القرآن) لامام اهل السنة احمد رضاخان البریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ، الناشر: مکتبة المدینة، باکستان

۲۸۔ الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار، لأبی بکر بن أبی شیبة، عبد اللّٰه بن محمد بن إبراهیم بن عثمان بن خواستی العبسی المتوفی ۲۳۵ھ، بتحقیق کمال یوسف الحوت، الناشر:مکتبة الرشد، الرّیاض، الطّبعة الأولی ۱۴۰۹ھ

۲۹۔ مجمع البحرین للعلامة مظفر الدین أحمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی الحنفی المتوفی ۶۹۴ھ، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت

۳۰۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لأبی الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الهیثمی المتوفی ۸۰۷ھ، بتحقیق: حسام الدین القدسی، الناشر:مکتبة القدسی، القاهرة، عام النشر ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م

۳۱۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل لأبی عبد اللّٰه أحمد بن محمّد بن حنبل بن هلال بن أسد الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ، بتحقیق شعیب الأرنؤوط،عادل مرشد، و آخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطّبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

۳۲۔ مسندأبی یعلیٰ للامام ابی یعلیٰ احمد بن علی الموصلی المتوفی ۳۰۷ھ، دارالمامؤن للتّراث

۳۳۔ مفاتیح الغیب لأبی عبد اللّٰه محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی خطیب الری المتوفی ۶۰۶ھ، الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت ، الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ

۳۴۔ المعجم الأوسط لسلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی أبو القاسم الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ، بتحقیق: طارق بن عوض اللّٰه بن محمد، عبد المحسن بن إبراهیم الحسینی، الناشر: دار الحرمین، القاهرة

۳۵۔ المعجم الکبیرلسلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی أبو القاسم الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ، دار أحیاء التّراث،بیروت

٣٦۔ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج لأبى زكريا محيى الدين يحيى بن شرف النووى المتوفى٦٧٦ ھ، الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الثانية١٣٩٢ھ

٣٧۔ المؤطّا للأمام مالك بن أنس، دار المعرفة، بيروت

٣٨۔ الهداية فى شرح بداية المبتدى للعلّامة أبى الحسن برهان الدّين على بن أبى بكر بن عبد الجليل الفرغانى المرغينانى المتوفى٥٩٣ ھ، بتحقيق: طلال يوسف، الناشر: دار احياء التراث العربى، بيروت، لبنان

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

مُرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 32439799-021، 3885445-0321
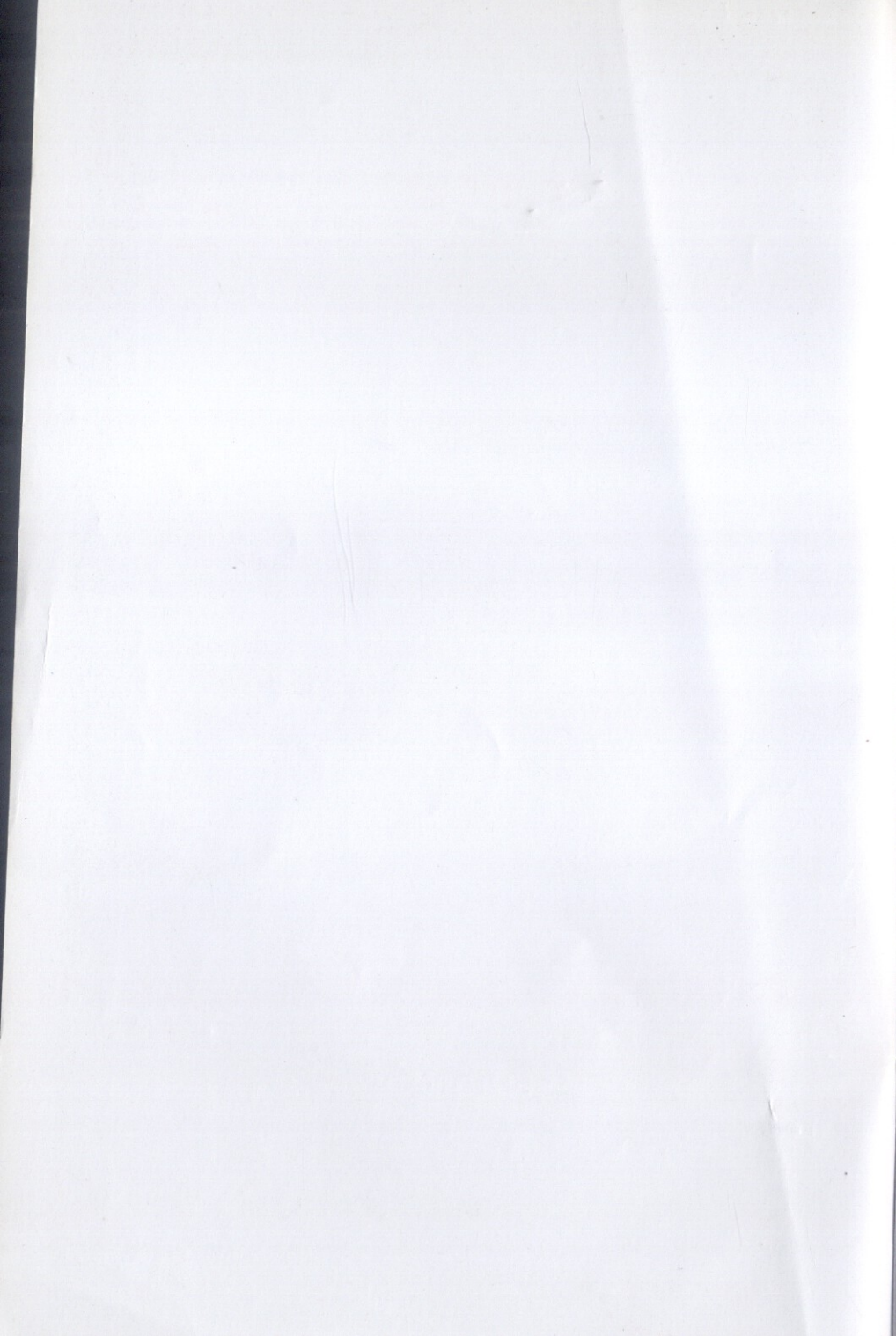
جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دار الافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دار الافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں
ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا